احمدی انصار کی تربیت کے لئے

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

مارچ ۱۹۹۴ء

ایڈیٹر

نصر اللہ خاں ناصر

پبلیـ
پرنٹـ
مطبـ
مقامـ

ماہنامہ

انصار اللہ ربوہ

امان ۱۳۷۳ ہش

مارچ ۱۹۹۴ء

ایڈیٹر

نصر اللہ خان ناصر

پبلشر:- چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر:- قاضی منیر احمد

مطبع:- ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ

مقامِ اشاعت:- دفتر ماہنامہ انصار اللہ

دار الصدر جنوبی۔ ربوہ

اس شمارے میں

جلد نمبر ـــــــ ۳۵

شمارہ نمبر ـــــــ ۳

شرح چندہ

پاکستان — چالیس روپے سالانہ

قیمت فی پرچہ — چار روپے

ادایہ

راہِ مولیٰ میں آزمائش ___ اور سنّتِ ابرار

اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اور اخیار و ابرار اس کی محبت اور رضاجوئی میں جو سفر اختیار کرتے ہیں وہ نہایت کٹھن راہگذر رکھتا ہے۔ دکھ درد اور مصائب و آلام اس راہ میں حائل ہوتے ہیں۔ اس محبت کی منزل کو پانے کے لئے دشوار گذار گھاٹیوں، پُرخطر جنگلوں اور سنگلاخ چٹانوں کو طے کرنا پڑتا ہے۔ اور پھر اس راہ کو لق و دق صحراؤں، بیابانوں اور متلاطم سمندروں کو عبور کئے بغیر بھی منزلِ عشق کا تصوّر نہیں کیا جا سکتا۔ مگر صبر و رضا کے متوالے تو اس خارِ مغیلاں کی راہ پر اپنے محبوبِ حقیقی کی طرف رواں دواں ہوتے ہیں۔ آبلہ پا دیوانے ان تمام خطرات کے باوصف بلند حوصلے رکھتے ہیں اور اُفتاں و خیزاں اس منزل کو جا لیتے ہیں۔

ابتداء سے یہی سنتِ ابرار ہے کہ وہ آزمائشوں، ابتلاؤں اور امتحانوں کی چکیوں میں پیسے جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان کے صدق و وفا کا امتحان لے۔ اس کے ساتھ محبت کا دعویٰ رکھنے والوں کو آزمائے۔

حضرت مسیح موعود ___ فرماتے ہیں:

"..... اور ضرور ہے کہ تم دکھ دئے جاؤ اور اپنی کئی امیدوں سے بے نصیب کئے جاؤ۔ سو ان صورتوں سے تم دلگیر مت ہو کیونکہ تمہارا خدا تمہیں آزماتا ہے کہ تم اس کی راہ میں ثابت قدم ہو یا نہیں۔ اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو اور گالیاں سنو اور شکر کرو اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو۔" (روحانی خزائن جلد ۱۸ ص۱۷)

پھر آپ دین کی خاطر آزمائش و امتحان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"کیا دین کو ہی ایسا سمجھنا چاہیئے کہ وہ محض پھونک مارنے اور کسی وِرد وظیفہ کے کرنے سے حاصل ہو جائے گا۔ اور یونہی آرام طلبی سے گذارنے پر اس میں کامیابی ہو جائے گی؟ خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ۔ کیا یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ صرف زبانی تبیل و قال پر ہی ان کو چھوڑ دیا جائے گا اور صرف اتنا کہنے سے ہی کہ ہم ایمان لے آئے دیندار سمجھے جائیں گے اور ان کا امتحان نہ ہو گا؟ بلکہ امتحان اور آزمائش کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ سب انبیاء کا اس پر اتفاق ہے کہ ترقی مدارج کے لئے آزمائش ضروری ہے۔ جب تک کوئی شخص آزمائش اور امتحان کی منازل طے نہیں کرتا دین دار نہیں

بن سکتا۔" (ملفوظات جلد نہم ص۴۴۳)

دنیا کی مذہبی تاریخ کا ریکارڈ بتاتا ہے تنگ نظری جہالت اور تعصب کا عفریت ہمیشہ اللہ والوں کے درپے آزار ہوا۔ چنانچہ فاران کی چوٹیوں پر جب آفتابِ صداقت چمکا تو اس وقت بھی "رحمۃ للعالمین" اور "قدسیوں" پر وہ جبر و تشدد اور ظلم و ستم کئے گئے جن کی مثال تاریخ عالم میں ناپید ہے۔ اور پھر یہ سلسلہ چلتا چلا گیا اور چشمِ فلک نے کیا کیا مظالم نہ دیکھے۔ کہیں جگر گوشۂ رسولؐ اور اس کے معصوم ساتھیوں کا خون بہایا گیا۔ مقدس خواتین اور معصوم بچوں کو پابندِ سلاسل بنایا گیا۔ اور یہ دنیا کا وطیرہ مسلسل قائم رہا۔ خاک و خون کی داستان رقم ہوتی رہی۔ کبھی محدثین اور آئمہ و صلحاء پر ہاتھ ڈالا گیا۔ کہیں اولیاء و فقہاء کو قید کی کال کوٹھڑیوں میں بند کیا گیا اور کہیں فلاسفہ و صوفیاء اور ابرار و ابدال کو جلا وطن کر دیا گیا۔

غرض یہ وہ "داستان" ہے جو آج کی مہذب دنیا میں بھی ماضی کے نظارے پیش کر رہی ہے کہیں آزادیٔ ضمیر کو دبایا جا رہا ہے کہیں حریتِ فکر کو کچلا جا رہا ہے اور کہیں عقائد و مذہب اور بنیادی حقوق پر قدغن کو ثواب قرار دیا جا رہا ہے۔ کسی ملک میں عبادت گاہوں کو زمیں بوس اور برباد کیا جا رہا ہے اور کہیں انسانی حقوق کی دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں۔ دوسروں سے گلہ کیا اپنوں نے بھی انسانی حقوق کے اس عظیم منشور کو پسِ پُشت ڈال دیا جو حجۃ الوداع کی حسین یادگار تھا اور جس پر ملّتِ بیضا کو بجا طور پر فخر تھا۔

آزمائش اور امتحان کے اس روحانی سفر پر گامزن۔ جماعت احمدیہ کے جان نثار۔ مے عرفان سے تشنہ لبوں کو تسکین دینے والے۔ اور علم و فضل کے روشن مینار۔ آج پابند سلاسل قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں۔ اور وہ منتظر ہیں کہ کب آزادی کی عید نصیب ہو۔ بے شک ان کی زنجیریں سونے کے کنگنوں سے بہتر ہیں۔ اور انہیں بوسہ دینا باعثِ فخر ہے ــــ یہ وہ صادق باوفا ہیں جن کے بارہ میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے بتایا۔

؎ صادق آں باشد کہ ایامِ بلا　　　مے گذارد با محبت با وفا
گر قضارا عاشقے گردد اسیر　　　بوسد آں زنجیر را کز آشنا　　(درثمین فارسی ص۱۶۱)

یعنی خدا کی نظر میں صادق وہ شخص ہوتا ہے جو بلا کے دنوں کو محبت اور وفا کے ساتھ گذارتا ہے پھر اس کے بعد میرے دل میں ایک اور موزوں کلمہ ڈالا گیا۔ لیکن نہ اس طرح پر کہ جو الہام جلی کی صورت ہوتی ہے بلکہ الہام خفی کے طور پر دل اس مضمون سے بھر گیا اور وہ یہ تھا۔ گر قضارا ...... یعنی "اتفاقاً" کوئی عاشق قید میں پڑ جائے تو اس زنجیر کو چومتا ہے جس کا سبب آشنا ہوا۔" (تذکرہ ص۱۰۷)

پس مبارک ہو راہِ مولیٰ کے اسیرو! تمہی وہ عاشق ہو جو صدق و وفا پر قدم مارنے والے ہو۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر زیب تن زنجیریں چومنا سنّتِ ابرار ہے۔ یہ قربانیاں اعلیٰ مقصد کے لئے ہیں اور زہے نصیب! کہ اب یہ سعادت تمہیں نصیب ہوئی۔

امام الکلام

بیعت کے منشا کو پورا کرنے والے بنو
صرف مسائل سے تم خدا کو خوش نہیں کر سکتے

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :

"ہماری جماعت کو ایسا ہونا چاہیئے کہ نری لفّاظی پر نہ رہے بلکہ بیعت کے سچے منشا کو پورا کرنے والی ہو۔ اندرونی تبدیلی کرنی چاہیئے۔ صرف مسائل سے تم خدا تعالیٰ کو خوش نہیں کر سکتے۔ اگر اندرونی تبدیلی نہیں تو تم میں اور تمہارے غیر میں کچھ فرق نہیں۔ اگر تم میں مکر فریب کسل اور سُستی پائی جائے تو تم دوسروں سے پہلے ہلاک کئے جاؤ گے۔ ہر ایک کو چاہیئے کہ اپنے بوجھ کو اٹھائے اور اپنے وعدہ کو پورا کرے۔ عمر کا اعتبار نہیں۔ دیکھو مولوی عبدالکریم صاحب فوت ہو گئے۔ ہر جمعہ میں ہم کوئی نہ کوئی جنازہ پڑھتے ہیں۔ جو کچھ کرنا ہے اب کر لو۔ جب موت کا وقت آتا ہے تو پھر تاخیر نہیں ہوتی۔ جو شخص قبل از وقت نیکی کرتا ہے امید ہے کہ وہ پاک ہو جائے۔ اپنے نفس کی تبدیلی کے واسطے سعی کرو۔ نماز میں دعائیں مانگو صدقات خیرات سے اور دوسرے ہر طرح کے حیلہ سے وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا میں شامل ہو جاؤ۔ جس طرح بیمار طبیب کے پاس جاتا، دوائی کھاتا، مسہل لیتا، خون نکلواتا، ٹکور کرواتا اور شفا حاصل کرنے کے واسطے ہر طرح کی تدبیر کرتا ہے اسی طرح اپنی روحانی بیماریوں کو دُور کرنے کے واسطے ہر طرح کی کوشش کرو۔ صرف زبان سے نہیں بلکہ مجاہدہ کے جس قدر طریق خدا تعالیٰ نے فرمائے ہیں وہ سب بجا لاؤ۔ صدقہ خیرات کرو، جنگلوں میں جا کر دعا کرو، سفر کی ضرورت ہو تو وہ بھی کرو۔ ... اللہ تعالیٰ حیلے کرنے والے کو پسند کرتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صـ ۱۸۸-۱۸۹)

کلام الامام

فلکی علامات ۔ چاند اور سورج گرہن

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ .... فرماتے ہیں:

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کے زمانے کے بعض فلکی حالات بھی بیان فرمائے ہیں مثلاً یہ کہ اس وقت سورج اور چاند کو رمضان کے مہینے میں خاص تاریخوں میں گرہن لگے گا اور اس علامت پر اس قدر زور دیا گیا ہے کہ رسول کریمؐ نے فرمایا کہ جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے یہ دونوں علامتیں کسی اور .... کی تصدیق کیلئے ظاہر نہیں ہوئیں ...... (حدیث دار قطنی صفحہ ۱۸۸) میں ہے۔ (ترجمہ) محمد بن علیؓ نے روایت کی ہے کہ ہمارے مہدی کے دو نشان ہیں۔ یہ نشان آسمان و زمین کی پیدائش کے وقت سے لے کر اب تک کبھی ظاہر نہیں ہوئے۔ ایک تو یہ کہ قمر (چاند) کو رمضان میں پہلی رات میں گرہن لگے گا اور دوسرا یہ کہ سورج کو اسی رمضان کی درمیانی تاریخ میں گرہن لگے گا۔ اور یہ دونوں باتیں آسمان و زمین کی پیدائش کے وقت سے نہیں ہوئیں۔ یہ نشان اپنے اندر کئی خصوصیات رکھتا ہے۔ ایک تو یہ کہ اس میں بیان کیا گیا ہے کہ سوائے مہدی کے کسی مدعی کے لئے یہ نشان کبھی ظاہر نہیں ہوا۔ دوسرے یہ کہ اس نشان پر کُتب اہلِ سنت و شیعہ متفق ہیں۔ کیونکہ دونوں کی کُتب حدیث میں اس کا ذکر ہے۔ پس اس میں شبہ تدلیس وغیرہ کا نہیں کیا جا سکتا۔ تیسری خصوصیت اس نشان میں یہ ہے کہ۔ پہلی کُتب میں بھی انہی علامتوں کے ساتھ مسیح کی آمدِ ثانی کی خبر دی گئی ہے چنانچہ انجیل میں آتا ہے ...... "سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا" (متی باب ۲۴ آیت ۳۰) جس کا مطلب دوسرے الفاظ میں یہ ہے کہ سورج اور چاند کو اس کے زمانے میں گرہن لگے گا۔

.... قرآن کریم میں قربِ قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت سورج اور چاند گرہن کی بیان کی گئی ہے۔ سورہ قیامت میں ہے۔ ترجمہ:۔ (منکر) پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب ہے؟ (وہ تب ہوگی) جب آنکھیں متحیر رہ جائیں گی ...... چاند کو گرہن لگے گا اور پھر سورج اور چاند جمع کر دیئے جائیں گے۔ (یعنی اسی ماہ میں چاند گرہن کے بعد سورج گرہن ہوگا)

.... یہ پیشگوئی خاص اہمیت رکھتی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۴ء میں یہ پیشگوئی بعینہٖ اُنہیں الفاظ میں پوری ہوگئی ہے جن الفاظ میں کہ احادیث میں اسے بیان کیا گیا تھا۔ یعنی اس سن کے رمضان میں چاند گرہن کی تاریخوں میں سے پہلی یعنی تیرھویں تاریخ کو گرہن لگا اور سورج گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانی یعنی اٹھائیسویں تاریخ کو سورج کو گرہن لگا اور ایک ایسے آدمی کے زمانے میں لگا جو مہدویت کا دعویٰ کر رہا تھا۔"

(دعوۃ الامیر صفحہ ۹۵ ۔ ۹۶)

عربی منظوم کلام

فَاسْعَوْا اِلٰی بُسْتَانِہِ الرَّیَّانِ

(خدا تعالیٰ کے تر و تازہ باغ کی طرف دوڑو)

وَاللّٰہِ اِنِّیْ صَادِقٌ لَا کَاذِبٌ ۔۔۔ شَهِدَتْ سَمَآءُ اللّٰہِ وَالْمَلَوَانِ

اور بخدا میں صادق ہوں نہ کاذب۔ آسمان اور رات دن نے گواہی دے دی

وَدَّعْتُ اَهْوَآئِیْ لِحُبِّ مُهَیْمِنِیْ ۔۔۔ وَتَرَکْتُ دُنْیَاکُمْ بِعَطْفِ عِنَانِیْ

حرص و ہوا کو میں نے خدا تعالیٰ کے لئے رخصت کر دیا۔ اور تمہاری دنیا کو چھوڑا اور اس سے منہ پھیر لیا

وَتَعَلَّقَتْ نَفْسِیْ بِحَضْرَةِ مَلْجَائِیْ ۔۔۔ وَتَبَرَّءَتْ مِنْ کُلِّ نَشَبٍ فَانِیْ

اور میرا نفس پروردگار سے تعلق پکڑ گیا اور ہر ایک مالِ فانی سے بیزار ہو گیا

لَا تَعْجَلُوْا وَتَفَکَّرُوْا وَتَدَبَّرُوْا ۔۔۔ وَالْعَقْلُ کُلُّ الْعَقْلِ فِی الْاِمْعَانِ

مت جلدی کرو اور فکر کرو اور سوچو۔ اور تمام عقل غور کرنے میں ہے

لَا تَظْلِمُوْا لَا تَعْتَدُوْا لَا تَجْتَرُوْا ۔۔۔ وَتَبَاعَدُوْا عَنْ ذَالِکَ اللَّهَبَانِ

ظلم مت کرو، تجاوز مت کرو، دلیری مت کرو۔ اور اس لہبان سے دور رہو

قَدْ جِئْتُکُمْ یَا قَوْمِ مِنْ رَّبِّ الْوَرٰی ۔۔۔ بُشْرٰی لِتَوَّابٍ اِذَا لَاقَانِیْ

اے میری قوم! میں تمہاری طرف خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوں۔ اس توبہ کرنے والے کو خوشخبری ہو جب وہ مجھ سے ملے

اُرْسِلْتُ مِنْ رَّبِّ الْاَنَامِ فَجِئْتُکُمْ ۔۔۔ فَاسْعَوْا اِلٰی بُسْتَانِہِ الرَّیَّانِ

میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا۔ پس تمہاری طرف آیا۔ پس خدا تعالیٰ کے تر و تازہ باغ کی طرف دوڑو

(نور الحق حصہ الثانی القصائد الاحمدیہ صفحہ ۲)

فارسی منظوم کلام

قصّہ کوتہ کن ببیں از دعائے مستجاب

(بات ختم کر اور ہماری ایک قبول شدہ دعا دیکھ لے)

روئے دلبر از طلبگاراں نمے دارد حجاب　　میدرخشد در خور ومے تابد اندر ماہتاب

دلبر کا چہرہ طالبوں سے پوشیدہ نہیں ہے ∴ وہ سورج میں بھی چمکتا ہے اور چاند میں بھی

لیکن آں روئے حسیں از غافلاں ماند نہاں　　عاشقے باید کہ بردارند از بہرش نقاب

لیکن وہ حسین چہرہ غافلوں سے پوشیدہ ہے ∴ سچا عاشق چاہیئے تاکہ اس کی خاطر نقاب اٹھائی جائے

دامنِ پاکش ز نخوتہا نمے آید بدست　　ہیچ راہے نیست غیر از عجز و درد و اضطراب

اس کا مقدس دامن تکبّر سے ہاتھ نہیں آتا ∴ اس کیلئے کوئی راہ سوائے انکسار درد اور بیقراری کے نہیں ہے

بس خطرناک است راہِ کوچۂ یارِ قدیم　　جاں سلامت بایدت از خود رَہِیہا سر بتاب

اس محبوبِ ازلی کا راستہ بہت خطرناک ہے ∴ اگر تجھے جان کی سلامتی چاہیئے تو خود روی کو ترک کر دے

تا کلامش فہم و عقلِ ناسزایاں کم رسد　　ہر کہ از خود گم شود او یابد آں راہِ صواب

نااہل لوگوں کی عقل اس کے کلام کی تہ تک نہیں پہنچ سکتی ∴ جو خودی کا تارک ہو اسی کو وہ صحیح راستہ ملتا ہے

ایکہ گوئی گر دعا ہارا اثر بودے کجاست　　سوئے من بشتاب بنمائم ترا چوں آفتاب

اے وہ شخص جو کہتا ہے کہ اگر دعاؤں میں اثر ہے تو دکھاؤ وہ کہاں ہے ∴ میری طرف دوڑ تاکہ میں تجھے سورج کی طرح وہ اثر دکھادوں

ہاں مکن انکار زیں اسرار قدرتہائے حق　　قصہ کوتہ کن ببیں از ما دعائے مستجاب

خبردار تو اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کے بھیدوں کا انکار نہ کرنا ∴ بات ختم کر اور ہماری ایک قبول شدہ دعا دیکھ لے

(روحانی خزائن جلد ۶۔ برکات الدعا صـ ۳۳)

تقویٰ کے حصول اور تزکیہ نفس کا اہم ذریعہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی..... کے ارشادات کی روشنی میں روزہ کی حکمت و فلسفہ

اخلاقی اور رُوحانی تربیت کے لئے رمضان المبارک کو بڑی اہمیت اور عظمت حاصل ہے۔ روزہ اور دیگر عبادات سے قلب و روح میں جو تغیرات رُونما ہوتے ہیں۔ اس کا اثر سارے سال پر حاوی ہوتا ہے۔ اور روحانی بہار دائمی برکات کا موجب بن جاتی ہے۔ سیدنا حضرت فضل عمر کے مندرجہ ذیل اقتباسات اس دائمی بہار کو دوام بخشنے کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔

روزہ کے ذریعہ قربانی اور مشقّت کی عادت

...... روزے قوم میں قربانی کی عادت پیدا کرنے کا موجب ہوتے ہیں۔ دین کی خدمت کے لئے گھروں سے نکلنا پڑتا ہے۔ اور تکالیف کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ غرباء کو تو ایسی تکالیف برداشت کرنے کی عادت ہوتی ہے مگر امراء کو اس کی عادت نہیں ہوتی۔ پس روزوں کے ذریعہ اُن کو بھی بھوک اور پیاس کی برداشت کی مشق کرائی جاتی ہے تاکہ جس دن خدا تعالیٰ کی طرف سے آواز آئے کہ آؤ تو وہ سب اکٹھے اٹھ کھڑے ہوں اور خدا تعالیٰ کی راہ میں بغیر کسی قسم کا بوجھ محسوس کئے اپنے آپ کو پیش کر دیں۔

پس روزوں کا یہ ایک بہت بڑا فائدہ ہے کہ اس کے ذریعہ انسان کو نیکی کیلئے مشقّت برداشت کرنے کی عادت پیدا ہو جاتی ہے۔ انسان دنیا میں کئی قسم کے کام کرتا ہے۔ وہ محنت و مشقّت بھی کرتا ہے۔ وہ آوارگی بھی کرتا ہے۔ وہ ادھر اُدھر بھی پھرتا ہے۔ وہ گپیں بھی ہانکتا ہے۔ بالکل فارغ نہ انسانی دماغ رہتا ہے۔ نہ اس کا جسم۔ کچھ نہ کچھ کام انسان ضرور کرتا رہتا ہے۔ مگر بعض لغو کام ہوتے ہیں۔ بعض مضر اور بعض مفید اور بہت ہی اچھے۔ لیکن رمضان انسان کو ایک ایسے کام کی عادت ڈالتا ہے جس کے نتیجہ میں اُسے نیک کاموں میں مشقت برداشت کرنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ انسانی زندگی کی راحت اور آرام کی چیزیں کیا ہوتی ہیں۔ یہی کھانا پینا سونا اور جنسی تعلقات۔ تمدّن کا اعلیٰ نمونہ جنسی

تعلقات ہیں ۔ جن میں دوستوں سے ملنا اور عزیزوں سے تعلقات رکھنا بھی شامل ہے ۔ مگر جنسی تعلقات ہیں سب سے زیادہ قریبی تعلق میاں بیوی کا ہے ۔ پس انسانی آرام انہی چند باتوں میں مضمر ہے کہ وہ کھاتا ہے ۔ وہ پیتا ہے ۔ وہ سوتا ہے ۔ اور وہ جنسی تعلقات قائم رکھتا ہے ۔ کسی صوفی نے کہا ہے ۔ کہ تصوّف کی جان کم بولنا ۔ کم کھانا ۔ اور کم سونا ہے اور رمضان اس تصوّف کی ساری جان کا نچوڑ اپنے اندر رکھتا ہے ۔ کم سونا آپ ہی اس میں آجاتا ہے ۔ کیونکہ رات کو تہجد کے لئے اٹھنا پڑتا ہے ۔ کم کھانا بھی ظاہر بات ہے کیونکہ سارا دن فاقہ کرنا پڑتا ہے ۔ اور جنسی تعلقات کی کمی بھی ظاہر ہے ۔ پھر کم بولنا بھی رمضان میں آجاتا ہے ۔ اس لئے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا ۔ روزہ یہ نہیں کہ انسان اپنا منہ کھانے پینے سے بند رکھے بلکہ روزہ یہ ہے کہ تو لغو باتیں بھی نہ کرے ۔ پس روزہ دار کے لئے بیہودہ باتوں سے بچنا اور اسی طرح کی اور لغو باتوں سے پرہیز کرنا بھی ضروری ہوتا ہے ۔

بدیوں سے محفوظ رہنے کا ذریعہ

..... لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ میں ایک اور فائدہ یہ بتایا کہ روزہ رکھنے والا برائیوں اور بدیوں سے بچ جاتا ہے ۔ اور یہ غرض اس طرح پوری ہوتی ہے کہ دنیا سے انقطاع کی وجہ سے انسان کی رُوحانی نظر تیز ہو جاتی ہے ۔ اور وہ ان عیوب کو دیکھ لیتا ہے جو اسے پہلے نظر نہ آتے تھے ۔ اسی طرح گناہوں سے انسان اس طرح بھی بچ جاتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ روزہ اس چیز کا نام نہیں کہ کوئی شخص اپنا منہ بند رکھے ۔ اور سارا دن کچھ نہ کھائے ۔ اور نہ پیئے بلکہ روزہ یہ ہے کہ منہ کو کھانے پینے سے ہی نہ روکا جائے بلکہ اسے ہر روحانی نقصان دہ اور ضرر رساں چیز سے بھی بچایا جائے ۔ نہ جھوٹ بولا جائے ۔ نہ گالیاں دی جائیں ۔ نہ غیبت کی جائے ۔ نہ جھگڑا کیا جائے ۔ اب دیکھو زبان پر قابو رکھنے کا حکم تو ہمیشہ کے لئے ہے ۔ لیکن روزہ دار خاص طور پر اپنی زبان پر قابو رکھتا ہے ۔ کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے ۔ اور اگر کوئی شخص ایک مہینہ تک اپنی زبان پر قابو رکھتا ہے تو یہ امر باقی گیارہ مہینوں میں بھی اس کے لئے حفاظت کا ایک ذریعہ بن جاتا ہے ۔ اور اس طرح روزہ اسے ہمیشہ کیلئے گناہوں سے بچا لیتا ہے ۔

تقوٰی پر ثبات قدم اور ضبط نفس

پھر لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ میں روزوں کا ایک اور فائدہ یہ بتایا گیا ہے کہ اس کے نتیجہ میں تقوٰی پر ثباتِ قدم حاصل ہوتا ہے اور انسان کو رُوحانیت کے اعلیٰ مدارج حاصل ہوتے ہیں ۔ چنانچہ روزوں کے نتیجہ میں صرف امراء ہی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کرتے بلکہ غرباء بھی اپنے اندر ایک نیا روحانی انقلاب محسوس کرتے ہیں ۔ اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کے وصال سے لُطف اندوز ہوتے ہیں ۔ غرباء بیچارے سارا سال تنگی سے گذارہ کرتے ہیں ۔ اور بعض دفعہ انہیں کئی کئی فاقے

بھی آجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے ذریعہ انہیں توجہ دلائی ہے کہ وہ ان فاقوں سے بھی ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے لئے فاقوں کا اتنا بڑا ثواب ہے کہ حدیث میں آتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اُجْزٰی بِہٖ یعنی ساری نیکیوں کے فوائد اور ثواب الگ الگ ہیں لیکن روزہ کی جزاء خود میری ذات ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے ملنے کے بعد انسان کو اور کیا چاہیئے۔ غرض روزوں کے ذریعہ غرباء کو یہ نکتہ بتایا گیا ہے کہ ان تنگیوں پر بھی اگر وہ بے صبر اور ناشکرے نہ ہوں اور حرف شکایت زبان پہ نہ لائیں۔ جیسا کہ بعض نادان کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہمیں خدا تعالیٰ نے کیا دیا ہے کہ نمازیں پڑھیں اور روزے رکھیں تو یہی فاقے ان کے لئے نیکیاں بن جائیں گی۔ اور ان کا بدلہ خود خدا تعالیٰ ہو جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے روزوں کو غرباء کے لئے تسکین کا موجب بنایا ہے تا کہ وہ مایوس نہ ہوں اور یہ نہ کہیں کہ ہماری فقر و فاقہ کی زندگی کس کام کی۔ انہیں یہ گُر بتایا ہے کہ اگر وہ اس فقر و فاقہ کی زندگی کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق گذاریں تو یہی انہیں خدا تعالیٰ سے ملا سکتی ہے۔ اس کے مقابلہ میں روزہ امیر لوگوں کے لئے تقویٰ کے حصول کا ذریعہ اس طرح ہوتا ہے کہ جب ایک انسان جس کے پاس کھانے پینے کے تمام سامان موجود ہوتے ہیں محض اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لئے اپنے آپ کو فاقہ میں ڈالتا ہے اور خدا تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے کچھ نہیں کھاتا۔ اور جو حلال چیزیں خدا تعالیٰ نے اسے دی ہیں انہیں بھی استعمال نہیں کرتا۔ اس کے گھر میں گھی، گوشت، چاول وغیرہ کھانے کی تمام ضروریات موجود ہوتی ہیں۔ مگر وہ خدا تعالیٰ کے لئے انہیں ترک کر دیتا ہے تو اس کے دل میں خود بخود یہ جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب میں نے حلال چیزوں کو بھی خدا تعالیٰ کی رضاء کے لئے چھوڑ دیا ہے تو میں ان چیزوں کی کیوں خواہش کروں جنہیں خدا تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہوا ہے۔ اس طرح اس کے اندر ضبطِ نفس کی قوت پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے قدم کو نیکیوں کے میدان میں بڑھاتا چلا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے اعلیٰ درجہ کا اتصال

روزوں کا ایک روحانی فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے انسان خدا تعالیٰ سے مشابہت اختیار کر لیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ نیند سے پاک ہے۔ انسان ایسا تو نہیں کر سکتا کہ وہ اپنی نیند کو بالکل چھوڑ دے۔ مگر وہ اپنی نیند کے ایک حصہ کو روزوں میں خدا تعالیٰ کے لئے قربان ضرور کرتا ہے۔ سحری کھانے کے لئے اٹھتا ہے۔ تہجد پڑھتا ہے۔ عورتیں جو روزہ نہ بھی رکھیں وہ سحری کے انتظام کے لئے جاگتی ہیں۔ کچھ وقت دعاؤں میں اور کچھ نماز میں صرف کرنا پڑتا ہے اور اس طرح رات کا بہت کم حصہ سونے کے لئے باقی رہ جاتا ہے۔ اور کام کرنے والوں کے لئے تو گرمی کے موسم میں دو تین گھنٹے ہی نیند کے لئے باقی رہ جاتے ہیں۔ اس طرح انسان کو اللہ تعالیٰ سے ایک مشابہت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کھانے پینے سے پاک ہے۔ انسان کھانا پینا بالکل تو نہیں چھوڑ سکتا۔ مگر پھر بھی رمضان میں اللہ تعالیٰ سے وہ ایک قسم کی مشابہت ضرور پیدا کر لیتا ہے۔ پھر جس طرح اللہ تعالیٰ سے خیر ہی خیر ظاہر ہوتا ہے اسی طرح انسان کو بھی روزوں میں

خاص طور پر نیکیاں کرنے کا حکم ہے ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ جو شخص غیبت ۔ چغلخوری اور بدگوئی وغیرہ بُری باتوں سے پرہیز نہیں کرتا اس کا روزہ نہیں ہوتا ۔ گویا مومن بھی کوشش کرتا ہے کہ اس سے خیر ہی خیر ظاہر ہو ۔ اور وہ غیبت اور لڑائی جھگڑے سے بچتا رہے ۔ اس طرح وہ اس حد تک خدا تعالےٰ سے مشابہت پیدا کر لیتا ہے جس حد تک ہو سکتی ہے ۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ہر چیز اپنی مثل کی طرف دوڑتی ہے ۔ فارسی میں ضرب المثل ہے کہ

"کند ہمجنس با ہم جنس پرواز"

پس روزہ کا ایک روحانی فائدہ یہ ہے کہ انسان کا خدا تعالیٰ سے اعلیٰ درجہ کا اتصال ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ خود اس کا محافظ بن جاتا ہے ۔

کشوف و رویاء کا موجب بننا

روزوں کا روحانی رنگ میں ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا الہام انسانی قلب پر نازل ہوتا ہے ۔ اور اس کی کشفی نگاہ میں زیادہ جلا اور نور پیدا ہو جاتا ہے ۔ درحقیقت اگر غور سے کام لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالےٰ کی کوئی عادت تو نہیں مگر اس میں عادت سے ایک مشابہت ضرور پائی جاتی ہے ۔ انسان کی طرح اس کی آنکھیں تو نہیں مگر وہ بصیر ضرور ہے ۔ اس کے کان نہیں مگر وہ سمیع ضرور ہے ۔ اسی طرح گو اس میں کوئی عادت نہیں پائی جاتی مگر اس میں یہ بات ضرور پائی جاتی ہے کہ جب وہ ایک کام کرتا ہے تو اُسے دوہراتا ہے ۔ انسان میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے ۔ بعض لوگوں کو ہاتھ یا پیر ہلانے کی عادت ہوتی ہے اور وہ انہیں بار بار ہلاتے ہیں ۔ اور عادت کے یہی معنے ہوتے ہیں کہ کوئی بات بار بار کی جائے ۔ اور یہ بات اللہ تعالےٰ میں بھی ہے کہ جب وہ ایک خاص موقعہ پر اپنا فضل نازل کرتا ہے تو اس موقعہ پر بار بار فضل کرتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی اس صفت کے ماتحت چونکہ رمضان کے مہینہ میں قرآن کریم نازل ہوا تھا ۔ اس لئے اگر اس رسولؐ کی اتباع کی جائے جس پر قرآن کریم نازل ہوا تو اللہ تعالیٰ کی عادت سے مشابہت رکھنے والی صفت کے ماتحت ان لوگوں کو جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کی وجہ سے دنیا سے علیحدگی اختیار کرتے ہیں اور دنیا میں رہتے ہوئے بھی اس سے تعلقات نہیں رکھتے ۔ کھانے پینے اور سونے میں کمی کرتے ہیں ۔ بے ہودہ گوئی وغیرہ سے پرہیز کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے الہام سے نوازتا اور اُن پر رویاء صادقہ اور کشوف صحیحہ کا دروازہ کھول دیتا ہے ۔ اور اسرارِ غیبیہ سے مطلع کرتا ہے ۔ حضرت مسیح موعود ...... کا بھی ایک الہام ہے کہ

پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی

اس میں بھی وہی عادت والی بات بیان کی گئی ہے ۔ خدا تعالیٰ نے ایک دفعہ بہار میں اپنی رحمت کی شان دکھائی تھی اس لئے جب پھر موسم بہار آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کہتی ہے کہ اب کے میرے بندے کیا کہیں گے ۔ اس لئے

ہم پھر اپنی شان دکھاتے ہیں۔ اور اگر بندے اس سے فائدہ اٹھائیں تو اگلی بہار میں پھر وہی انعام نازل ہوتا ہے۔ غرض کلام الٰہی کو اگر درخت تصور کر لیا جائے تو جو صفت الٰہی عادت کے مشابہ ہے وہ ہر رمضان میں اسے جھنجھوڑتی ہے اور اس سے مومنوں کو تازہ بتازہ پھل حاصل ہوتے ہیں۔

لقاء الٰہی کا حصول

...... روزوں سے اس رنگ میں بھی روحانیت ترقی کرتی ہے کہ جب انسان خدا تعالیٰ کے لئے کھانا پینا ترک کرتا ہے تو اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے لئے اس کی راہ میں مرنے کو تیار ہے۔ اور جب وہ اپنی بیوی سے مخصوص تعلقات قطع کرتا ہے تو اس بات پر آمادگی کا اظہار کرتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے لئے اپنی نسل کو بھی قربان کر دینے کے لئے تیار ہے۔ اور جب وہ روزوں میں ان دونوں اقسام کے نمونے پیش کر دیتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کی لقاء کا مستحق ہو جاتا ہے اور خدا تعالےٰ سے تعلق قائم ہونے اور روحانیت کے مضبوط ہو جانے کی وجہ سے وہ شخص ہمیشہ کے لئے گمراہی سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

استقلال کا سبق

پھر رمضان کے ذریعہ استقلال کی عادت بھی ڈالی جاتی ہے۔ کیونکہ یہ نیکی متواتر ایک عرصہ تک چلتی ہے۔ انسان دن میں کئی کئی مرتبہ کھانے کا عادی ہوتا ہے۔ غرباء اور امراء شہری اور دیہاتی اپنی اپنی حیثیت کے مطابق عام ایام میں کئی دفعہ کھاتے پیتے ہیں۔ مگر رمضان میں تمام کھانے سمٹ سمٹا کر صرف دو بن جاتے ہیں۔ اسی طرح جہاں دوسرے ایام میں وہ ساری رات سوئے رہتے ہیں وہاں رمضان کے ایام میں انہیں تہجد اور سحری کے لئے اٹھنا پڑتا ہے اور دن کو بھی قرآن کریم کی تلاوت میں اپنا کافی وقت صرف کرنا پڑتا ہے۔ غرض رمضان کے ایام میں اپنی عادت کی بہت کچھ قربانی کرنی پڑتی ہے۔ اور یہ قربانی ایک دن نہیں دو دن نہیں بلکہ متواتر ایک مہینہ تک بغیر ناغہ کے کرنی پڑتی ہے۔ پس روزوں سے استقلال کا عظیم الشان سبق ملتا ہے اور درحقیقت بغیر مستقل قربانیوں کے کوئی شخص خدا تعالیٰ کو نہیں پا سکتا۔ کیونکہ حقیقی محبت جوش دلانے سے تعلق نہیں رکھتی اور نہ وہ عارضی ہوتی ہے۔ بلکہ حقیقی محبت استقلال سے تعلق رکھتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی خاطر ترک حقوق

روزوں کا ایک اور فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ مومنوں کو ایک مہینہ تک اپنے جائز حقوق کو بھی ترک کرنے کی مشق کرائی جاتی ہے۔ انسان گیارہ مہینے حرام چھوڑنے کی مشق کرتا ہے مگر بارھویں مہینہ میں وہ حرام نہیں بلکہ حلال چھوڑنے کی مشق کرتا ہے۔ یعنی روزوں کے علاوہ دوسرے ایام میں ہم یہ نمونہ دکھاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے لئے ہم کس طرح حرام چھوڑ سکتے

ہیں۔ مگر روزوں کے ایام میں ہم یہ نمونہ دکھاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے لئے کس طرح حلال چھوڑ سکتے ہیں۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حلال چھوڑنے کی عادت پیدا کئے بغیر دنیا میں حقیقی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ دنیا میں اکثر فساد اس لئے نہیں ہوتے کہ لوگ حرام چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتے بلکہ اکثر فساد اس لئے ہوتے ہیں کہ لوگ حلال کو بھی ترک کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ وہ لوگ بہت ہی کم ہیں جو ناجائز طور پر کسی کا حق دبائیں مگر وہ لوگ دنیا میں بہت زیادہ ہیں جو لڑائی اور جھگڑے کو پسند کر لیں گے مگر اپنا حق چھوڑنے کے لئے کبھی تیار نہیں ہونگے۔ سینکڑوں پاگل اور نادان دنیا میں ایسے ہیں جو اپنا حق حاصل کرنے کے لئے دنیا میں عظیم الشان فتنہ و فساد پیدا کر دیتے ہیں۔ اور اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کرتے کہ دنیا کا امن برباد ہو رہا ہے۔ حالانکہ اگر وہ ذاتی قربانی کریں تو بہت سے جھگڑے اور فساد مٹ سکتے ہیں اور نہایت خوشگوار امن قائم ہو سکتا ہے۔ پس رمضان کا مہینہ ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ تم صرف حرام ہی نہ چھوڑو بلکہ خدا تعالیٰ کے لئے اگر ضرورت پڑ جائے تو حلال یعنی اپنا حق بھی چھوڑ دو۔ تاکہ دنیا میں نیکی قائم ہو اور خدا تعالیٰ کا نام بلند ہو۔

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۳۷۶ تا ۳۸۰)

از صفحہ ۳

میر ناصر نواب صاحب نے فرمایا کہ روپیہ بہت خرچ آئے گا۔ تو (حضرت اقدس) نے فرمایا کہ

"جس کے لئے لکڑی چاہیئے وہ غریب نہیں وہ تو غنی ہے۔"

(الحکم جلد ۳۹ نمبر ۳ - ۲۸ - فروری ۱۹۳۶ء)

ضروری تصحیح

شمارہ ماہ جنوری صفحہ ۶ پر عربی منظوم کلام میں چند اغلاط ہیں۔ قارئین ان کی تصحیح فرمالیں۔

شعر نمبر ۱ میں مَالِیْ (الف مقصورہ) قُرَاحُ (ق پر ضمہ)

شعر نمبر ۲ یَاحِبِّ (باء مکسور) اور سِمَاحُ دُرست لفظ ہے۔

شعر نمبر ۳ نَاْلُوْکَ (ہمزہ ساکن) اور اَلنِّصَاحُ (نون مشدد مکسور)

شعر نمبر ۴ جِدٌّ (دال پر تشدید)

شعر نمبر ۷ کا آخری لفظ رَبِّیْ (باء مشدد) ہے۔

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے

تقویٰ۔ سیدنا حضرت مسیح موعود..... کے ارشادات

محترم مولوی عبدالوہاب احمد صاحب۔ مربی سلسلہ کراچی

(آخری قسط۔ سلسلہ کیلئے دیکھیں ماہنامہ انصار اللہ دسمبر ۹۳ء)

کشوف اور احکاماتِ الٰہیہ

"لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ۔ یعنی جو متقی ہوتے ہیں ان کو اسی دنیا میں بشارتیں سچے خوابوں کے ذریعہ ملتی ہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر وہ صاحبِ مکاشفات ہوجاتے ہیں مکالمۃ اللہ کا شرف حاصل کرتے ہیں وہ بشریت کے لباس میں ہی ملائکہ کو دیکھ لیتے ہیں۔" (ملفوظات جلد ۱ صـ۱۵)

نشانات تو متقی کو ملتے ہیں

"انسان کو کشوف اور وحی اور الہام کا بھی طالب نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ یہ سب تقویٰ کا نتیجہ ہیں۔ جب جڑ ٹھیک ہوگی تو اس کے لوازم بھی خود بخود آجائیں گے...... جب انسان میں تقویٰ آجاتا ہے تو اس کے لوازم بھی اس میں ضرور آجاتے ہیں۔" (ملفوظات جلد ۵ صـ۱۲۴-۳۴)

تقویٰ اور حفاظتِ الٰہی

"ہماری جماعت کے لئے خاص کر تقویٰ کی ضرورت ہے...... تا وہ ..... تمام آفات سے نجات پا دیں....... خدا تعالیٰ متقی کا خود محافظ ہو جاتا ہے اور اسے ایسے مواقع سے بچا لیتا ہے جو خلافِ حق پر مجبور کرنے والے ہوں.... لوگ بہت سے مصائب میں گرفتار ہوتے ہیں لیکن متقی بچائے جاتے ہیں بلکہ ان کے پاس جو آتا ہے وہ بھی بچایا جاتا ہے۔" (ملفوظات جلد ۱ صـ۱۰، ۱۲، ۱۵)

خدا مقدم ــــ ذلتوں سے نجات

"إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا۔ خدا ان کے ساتھ ہے جو متقی ہوتے ہیں ...... یاد رکھنا چاہیئے ...... یہاں مع کا لفظ آیا ہے یعنی جو خدا کو مقدم سمجھتا ہے خدا اس کو مقدم رکھتا ہے اور دنیا میں ہر قسم کی ذلتوں سے بچا لیتا ہے ...... اگر انسان دنیا میں ہر قسم کی ذلت اور سختی سے بچنا چاہے تو اس کے لئے ایک ہی راہ ہے کہ متقی بن جائے ۔ خدا تعالیٰ متقی کی زندگی کی پرواہ کرتا ہے اور اس کی بقاء کو عزیز رکھتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ۱ ص ۱۵۶، ۱۸۵)

سلسلہ کا قیام تقویٰ کے لئے ہے

"تقویٰ اختیار کرو جو خدا کے غضب سے بچانے والا ہوتا ہے ۔ انسان جب متقی ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے غیر میں فرق رکھ دیتا ہے اور پھر اس کو ہر تنگی سے نجات دیتا ہے ..... ہماری جماعت کو ڈرنا چاہیئے ۔ اگر کسی میں تقویٰ ہو جیسا کہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے تو وہ بچایا جائے گا ۔ اس سلسلہ کو خدا تعالیٰ نے تقویٰ ہی کے لئے قائم کیا ہے ۔ کیونکہ تقویٰ کا میدان بالکل خالی ہے ۔" (ملفوظات جلد ۴ ص ۳۶۱، ۳۶۲)

راہ نجات اور پردہ پوشی

"تقویٰ اس بات کا نام ہے کہ جب وہ دیکھے کہ میں گناہ میں پڑتا ہوں تو دعا اور تدبیر سے کام لیوے ..... خدا تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ..... جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے وہ ہر ایک مشکل اور تنگی سے نجات کی راہ اس کے لئے پیدا کر دیتا ہے ...... متقی دنیا کی بلاؤں سے بچایا جاتا ہے ۔ خدا ان کا پردہ پوش ہوتا ہے ۔" (ملفوظات جلد ۶ ص ۲۱۸، ۳۴۲)

مہلکات سے بچاؤ

"قرآن شریف میں جس قدر بار بار تقویٰ کا ذکر کیا ہے اتنا ذکر اور کسی امر کا نہیں کیا ۔ تقویٰ کے ذریعہ سے انسان تمام مہلکات سے بچتا ہے ......

کوشش کرو کہ متقی بن جاؤ ۔"

تقویٰ اور کفالتِ الٰہی

خدا ذمہ دار:۔ "اللہ تعالیٰ متقی کو خاص طور پر رزق دیتا ہے......... متقی کی زندگی کا خود ذمہ دار ہے۔...... متقی کو تو کسی قسم کی تکلیف پیش نہیں آتی اور اسے حلال روزی پہنچانے کی ذمہ داری خود خدا نے لی ہے۔"

(ملفوظات جلد ۱ صـ۱۳، جلد ۲ صـ۱۱۳، جلد ۶ صـ۷۳)

خدا خود کفیل:۔ "مَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ یعنی متقی کو ہر تنگی سے نجات ملتی ہے۔ اس کو ایسی جگہ سے رزق دیا جاتا ہے کہ اس کو گمان بھی نہیں ہوتا......... یَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ وہ متقی کو ایسی راہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے رزق آنے کا خیال و گمان بھی نہیں ہوتا۔"

"اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہر ایک بلا اور الم سے نکال لیتا ہے اور اس کے رزق کا خود کفیل ہو جاتا ہے اور ایسے طریق سے دیتا ہے کہ جو وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا۔"

(ملفوظات جلد ۱ صـ۱۸۳، جلد ۲ صـ۳۹۲، جلد ۷ صـ۵۴)

وسیع بشارت:۔ "مَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا جو خدا کے آگے تقویٰ اختیار کرتا ہے خدا اس کے لئے ہر ایک تنگی اور تکلیف سے نکلنے کی راہ بنا دیتا ہے...... یہ ایک وسیع بشارت ہے تم تقویٰ اختیار کرو خدا تمہارا کفیل ہو گا۔"

(ملفوظات جلد ۲ صـ۳۹۲)

مکروہات سے آزادی:۔ "اللہ تعالیٰ نے متقی کے نشانوں میں ایک یہ بھی نشان رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو مکروہات دنیا سے آزاد کر کے اس کے کاموں کا خود کفیل ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ فرمایا وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ۔ جو شخص خدا تعالےٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک مصیبت میں اس کے لئے راستہ مخلصی کا نکال دیتا ہے اور اس کے لئے ایسے روزی کے سامان پیدا کر دیتا ہے کہ اس کے علم و گمان میں نہ ہوں۔ یعنی یہ بھی ایک علامت متقی کی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ متقی کو نابکار ضرورتوں کا محتاج نہیں کرتا۔"

(ملفوظات جلد ۱ صـ۱۲)

نشانات اور خدا خود متکفل:۔ "متقی کا خدا خود متکفل ہوتا ہے اور اس کے لئے عجیب در عجیب نشان ظاہر کرتا ہے......"

"یاد رکھو متقی کبھی کسی کا محتاج نہیں ہوتا بلکہ وہ اس مقام پر ہوتا ہے کہ جو چاہتا ہے خدا تعالیٰ اس

کے لئے اس کے مانگنے سے پہلے مہیا کر دیتا ہے۔
قرآن شریف سے ثابت ہے کہ رزق کریم متقی کو ضرور ملتا ہے۔"
(ملفوظات جلد ۹ صـ ۱۵۱، ۲۶۱ جلد ۱۰ صـ ۱۶۵)

تقویٰ اور حقیقی راحت اور برکت

اصولِ خوشحالی و راحت: "سچی خوشحالی اور راحت تقویٰ کے بغیر حاصل نہیں ہوتی اور تقویٰ پر قائم ہونا گویا زہر کا پیالہ پینا ہے۔ متقی کے لئے خدا تعالیٰ ساری راحتوں کے سامان مہیا کر دیتا ہے......خوشحالی کا اصول تقویٰ ہے لیکن حصول تقویٰ کے لئے نہیں چاہیئے کہ ہم شرطیں باندھتے پھریں۔ تقویٰ اختیار کرنے سے جو مانگو گے ملے گا۔ خدا تعالیٰ رحیم و کریم ہے تقویٰ اختیار کرو۔ جو چاہو گے وہ دے گا۔" (ملفوظات جلد ۵ صـ ۱۰۶، ۱۰۷)

"غور کر کے دیکھ لو کہ......انسان کی بڑی سے بڑی خواہش دنیا میں یہی ہے کہ اس کو سکھ اور آرام ملے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ہی راہ مقرر کی ہے جو تقویٰ کی راہ کہلاتی ہے۔

یاد رکھو حقیقی راحت اور لذت دنیا دار کے حصہ میں نہیں آئی یہ مت سمجھو کہ مال کی کثرت عمدہ عمدہ لباس اور کھانے کسی خوشی کا باعث ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں بلکہ اس کا دارومدار ہی تقویٰ پر ہے......سچے تقویٰ کے بغیر کوئی راحت اور خوشی مل ہی نہیں سکتی۔" (ملفوظات جلد ۱ صـ ۴۲۰، ۴۲۲)

تقویٰ اور شباب

"تقویٰ تمام جوارح انسانی اور عقائد، زبان، اخلاق وغیرہ سے متعلق ہے۔ نازک ترین معاملہ زبان سے ہے......زبان سے ہی انسان تقویٰ سے دور چلا جاتا ہے......اس لئے متقی اپنی زبان کو بہت ہی قابو میں رکھتا ہے اس کے منہ سے کوئی ایسی بات نہیں نکلتی جو تقویٰ کے خلاف ہو۔ پس تم اپنی زبان پر حکومت کرو نہ یہ کہ زبانیں تم پر حکومت کریں اور اناپ شناپ بولتے رہو۔" (ملفوظات جلد ۱ صـ ۴۲۳)

"حقیقی تقویٰ اور طہارت کے حصول کیلئے ضرورت اس امر کی ہے کہ زمانۂ شباب و جوانی میں انسان کوشش کرے جبکہ قویٰ میں قوت اور طاقت اور دل میں ایک اُمنگ اور جوش ہوتا ہے۔" (ملفوظات جلد ۷ صـ ۲۵۹)

متقی کون ہے

استقامت اور رعب: "متقی کی نشانی استقامت ہے......کامیابی استقامت پر موقوف ہے۔

.......ضروری ہے کہ انسان تقویٰ کو ہاتھ سے نہ دے اور تقویٰ کی راہوں پر مضبوطی سے قدم مارے ۔ کیونکہ متقی کا اثر ضرور پڑتا ہے اور اس کا رعب مخالفوں کے دل میں بھی پیدا ہوتا ہے ۔"

(ملفوظات جلد ا صفحہ ۲۵، ۸۰)

امتیازی شان : "متقی حقیقی مومن اور اس کے غیر میں ایک امتیاز رکھ دیا جاتا ہے ۔ اسے ممتاز کیا جاتا ہے ۔ اور اس امتیاز کا نام قرآن شریف نے فرقان رکھا ہے .... یقیناً یاد رکھو کہ مومن متقی کے دل میں شر نہیں ہوتا ۔ جس قدر انسان متقی ہوتا جاتا ہے ۔ اسی قدر وہ کسی کی نسبت سزا اور ایذاء کو پسند نہیں کرتا ۔"

(ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۲۳۹، ۲۸۵)

اللہ اور انسان کے نزدیک متقی : "قرآن شریف میں جو بڑے بڑے وعدے متقیوں کے ساتھ ہیں وہ ایسے متقیوں کا ذکر ہے جنہوں نے تقویٰ کو وہاں تک نبھایا جہاں تک ان کی طاقت تھی ۔ بشریت کے قویٰ نے جہاں تک ان کا ساتھ دیا برابر تقویٰ پر قائم رہے .... یاد رکھو خدا تعالیٰ کے نزدیک متقی ہونا اور شے ہے اور انسانوں کے نزدیک متقی ہونا اور شے ہے ۔"

(ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۵)

تکلف درکار ہے : "جس قدر ہم تقویٰ چاہتے ہیں وہ تکلّف سے خالی نہیں .... گویا متقی کو نیکی کرنے میں تکلف سے کام لینا پڑتا ہے .... سو متقی کو ہمیشہ شیطان کے مقابل جنگ ہے ...... بہر حال تقویٰ کے لئے تکلّف ہے اور متقی حالتِ جنگ میں ہے ۔"

(ملفوظات جلد ا صفحہ ۲۱، ۲۳)

ریاء اور بے صبری سے جنگ : "وہ لوگ جن کے اعمال للّٰہی ہوتے ہیں کسی پر اپنے اعمال ظاہر ہونے نہیں دیتے ۔ یہی لوگ متقی ہیں ...... متقی چھپ کر نماز پڑھتا ہے اور ڈرتا ہے کہ کوئی اس کو دیکھ نہ لے ۔ سچا متقی ایک قسم کا ستر چاہتا ہے ...."

"متقی حالتِ جنگ میں ہے .... ریاء ..... سے متقی کو آٹھوں پہر جنگ ہے ۔ بسا اوقات ریاء اور علم کا جنگ ہو جاتا ہے ...... گالی سن کر اس کا نفس جوش مارتا ہے ۔ تقویٰ اس کو سکھلاتا ہے کہ وہ غصہ کرنے سے باز رہے ...... ایسا ہی بے صبری کے ساتھ اسے اکثر جنگ کرنا پڑتی ہے ۔ بے صبری سے مراد یہ ہے کہ اس کو راہ تقویٰ میں اس قدر دقتوں کا مقابلہ ہے کہ مشکل سے وہ منزلِ مقصود پر پہنچتا ہے ...... سو متقی کو بے صبری کے ساتھ بھی جنگ ہے ۔"

(ملفوظات جلد ا صفحہ ۲۲، ۲۳، ۲۴)

متقی اور اخلاق : "اللہ تعالیٰ نے متقیوں کے لئے چاہا ہے کہ ہر دو لذتیں اٹھائیں ۔ بعض وقت دنیوی لذات آرام اور طیبات کے رنگ ہیں ۔ بعض وقت عسرت اور مصائب میں تاکہ ان کے دونوں اخلاق کامل نمونہ دکھا سکیں ۔ بعض اخلاق طاقت میں اور بعض مصائب میں کھلتے ہیں ۔

متقی بننے کے واسطے یہ ضروری ہے کہ اخلاق رزیلہ سے پرہیز کرکے ان کے بالمقابل اخلاقِ فاضلہ میں ترقی کرے۔" (ملفوظات جلد ا صفحہ ۱۷ جلد ۴ صفحہ ۴۰۰)

خدا تعالیٰ کو مقدم: "حقیقی متقی وہ شخص ہے کہ جس کی خواہ آبرو جائے، ہزار ذلت آتی ہو، جان جانے کا خطرہ ہو فقر و فاقہ کی نوبت آئی ہو تو وہ محض اللہ تعالیٰ سے ڈر کر ان سب نقصانوں کو گوارا کرے لیکن حق کو ہرگز نہ چھپائے...... تقویٰ کے بھی مراتب ہوتے ہیں اور جب تک کہ یہ کامل نہ ہوں تب تک انسان پورا متقی نہیں ہوتا...... جب تک انسان خدا تعالیٰ کو مقدم نہیں رکھتا اور ہر ایک لحاظ کو خواہ برادری کا ہو خواہ قوم کا، خواہ دوستوں اور شہر کے رؤسا کا خدا تعالیٰ سے ڈر کر نہیں توڑتا اور خدا تعالیٰ کے لئے ہر ایک ذلت برداشت کرنے کو تیار نہیں ہوتا تب تک وہ متقی نہیں ہے...... اللہ تعالیٰ کے خوف سے اور اسی کو راضی کرنے کے لئے جو شخص ہر ایک بدی سے بچتا ہے اس کو متقی کہتے ہیں...... متقی وہی ہیں کہ خدا تعالیٰ سے ڈر کر ایسی باتوں کو ترک کر دیتے ہیں جو منشاءِ الٰہی کے خلاف ہیں۔ نفس اور خواہشات نفسانی کو اور دنیا و مافیہا کو اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں ہیچ سمجھیں۔"

(ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۵۴، ۷۴، ۵۰۷، جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۷)

تقویٰ کا اثر اور انجام: "ایک متقی کو آئندہ کی زندگی یہیں دکھلائی جاتی ہے۔ انہیں اسی زندگی میں خدا ملتا ہے۔ نظر آتا ہے اور ان سے باتیں کرتا ہے۔"

"اللہ تعالیٰ کا فضل ہمیشہ متقیوں اور راستبازوں ہی کے شاملِ حال ہوا کرتا ہے۔"

"تقویٰ کا اثر اسی دنیا میں متقی پر شروع ہو جاتا ہے۔ یہ صرف ادھار نہیں نقد ہے۔"

"انجام کار متقی کے لئے ہی ہے۔ جیسے فرمایا وَالْعَاقِبَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ان کو جو تکالیف اور مصائب آتے ہیں وہ بھی ان کی ترقیوں کا باعث بنتی ہیں۔"

"جو متقی ہے وہ جنت میں جائے گا۔" (ملفوظات جلد ا صفحہ ۱۵، ۱۸، ۷۷، جلد ۲ صفحہ ۳۲۴ جلد ۳ صفحہ ۲۰۷، ۳۴۴)

تقویٰ اور قبولیت دعا

دعا کیلئے لازمی شرط: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ گویا اللہ تعالیٰ متقیوں کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے...... تقویٰ کی شرط قبولیت دعا کے لئے ایک غیر منفک شرط ہے.... لہٰذا ہماری جماعت کو لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو ہر ایک ان میں سے تقویٰ کی راہوں پر قدم مارے تاکہ قبولیتِ دعا کا سرور اور حظ حاصل کرے اور زیادتی ایمان کا حصہ لے...... قبولیتِ دعا کے واسطے....

شرط اول یہ ہے کہ اتقاء ہو یعنی ...... دعا کرنے والا متقی ہو۔"
(ملفوظات جلد ا صـ۱۰۹ جلد ۲ صـ۳۳۵)

عجز و تذلل کی دعا: "سنو قرآن شریف نے کیا کہا ہے اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ اللہ تعالیٰ متقیوں کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ جو لوگ متقی نہیں ہیں ان کی دعائیں قبولیت کے لباس سے ننگی ہیں۔"

"کوئی پاک نہیں بن سکتا جب تک خدا تعالیٰ نہ بناوے۔ جب خدا تعالیٰ کے دروازہ پر تذلل اور عجز سے اس کی روح گرے گی تو خدا تعالیٰ اس کی دعا قبول کرے گا اور وہ متقی بنے گا۔"

"یاد رکھو کہ دعائیں منظور نہ ہوں گی جب تک تم متقی نہ ہو۔"
(ملفوظات جلد ا صـ۴۱۸ جلد ۶ صـ۲۲۸ جلد ۹ صـ۱۶۴)

قبولیتِ دعا و عمل: "اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ کہ اعمال اور دعائیں متقی کی قبول ہوتی ہیں ......"

"ہر ایک نیکی تب قبول ہوتی ہے جب اس کے اندر تقویٰ ہو ورنہ قبول نہیں ہوتی۔"
(ملفوظات جلد ۳ صـ۳۴۴، ۴۲۹)

حقیقی تقویٰ اور صاحب کشش کی ضرورت

تقویٰ میں ترقی: "ہمیشہ دیکھنا چاہیئے کہ ہم نے تقویٰ و طہارت میں کہاں تک ترقی کی ہے۔ اصلاح و تقویٰ پیدا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم میری راہ میں روک بن جاؤ۔"

"اصل بات جو قابلِ غور ہے وہ یہ ہے کہ انسان کو نیک بختی اور تقویٰ کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اور سعادت کی راہیں اختیار کرنی چاہئیں۔"
(ملفوظات جلد ا صـ۱۲، ۲۳۴، ۲۶۲)

قبولیت نماز وغیرہ: "نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ اسی وقت قبول ہوتا ہے جب انسان متقی ہو۔"
(ملفوظات جلد ۴ صـ۲۵۲)

دنیا ساتھ ہوگی: "تقویٰ کا میدان خالی پڑا ہے۔ تقویٰ ہونا چاہیئے...... اگر تم تقویٰ کرنے والے ہوگے تو ساری دنیا تمہارے ساتھ ہوگی۔ پس تقویٰ پیدا کرو۔"
(ملفوظات جلد ۴ صـ۳۵۷)

تقویٰ اور رحم: "سو سمجھنا چاہیئے کہ صفائی ذہن بھی تو آخر تقویٰ سے ہی حاصل ہوتا ہے...... جن میں تقویٰ نہیں وہ تو اندھے ہیں۔"

"انسان کا تقویٰ تب متحقق ہوتا ہے جبکہ اس پر کوئی مصیبت وارد ہو جب وہ تمام پہلو ترک کرکے خدا تعالیٰ

کے پہلو کو مقدم کر لے اور آرام کی زندگی کو چھوڑ کر تلخ زندگی قبول کر لے تب انسان کو حقیقی تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ۱۰ صـ ۵۹، ۸۶)

"اگر بار بار اللہ کریم کا رحم چاہتے ہو تو تقویٰ اختیار کرو اور وہ سب باتیں جو خدا تعالیٰ کو ناراض کرنے والی ہیں چھوڑ دو۔ جب تک خوفِ الٰہی کی حالت نہ ہو تب تک حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتا۔"

(ملفوظات جلد ۹ صـ ۳۷)

سچے متقی اور دینی کام:- "میں اس فکر میں بھی ہوں کہ اپنی جماعت میں سے سچے متقیوں، دین کو دنیا پر مقدم کرنے والوں اور منقطعین الی اللہ کو الگ کر دوں اور بعض دینی کام انہیں سپرد کروں اور پھر میں دنیا کے ہم و غم میں مبتلا رہنے والوں اور رات دن مردار دنیا ہی کی طلب میں جان کھپانے والوں کی کچھ بھی پرواہ نہ کروں گا۔"

(ملفوظات جلد ۱ صـ ۳۰۳)

صاحب کشش:- "ایک ضروری بات یہ ہے کہ تقویٰ میں ترقی کرو۔ ترقی انسان خود نہیں کر سکتا۔ جب تک ایک جماعت اور ایک اس کا امام نہ ہو اگر انسان میں یہ قوت ہوتی کہ وہ خود بخود ترقی کر سکتا تو پھر انبیاء کی ضرورت نہ تھی۔ تقویٰ کے لئے ایک ایسے انسان کے پیدا ہونے کی ضرورت ہے جو صاحب کشش ہو اور بذریعہ دعا کے وہ لعنتوں کو پاک کرے۔"

(ملفوظات جلد ۶ صـ ۴۲۱)

ہمارے ساتھ ہے:- "تقویٰ اختیار کریں۔ پس جو تقویٰ اختیار کرتا ہے وہ ہمارے ساتھ ہی ہے۔"

(ملفوظات جلد ۴ صـ ۳۶۳)

نتیجہ امتحان سہ ماہی چہارم ۱۹۹۳ء

مجلس انصاراللہ پاکستان کے مرکزی امتحان سہ ماہی چہارم ۱۹۹۳ء میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ۲۲۸ مجالس کے ۱۸۰۷ انصار نے شرکت کی توفیق پائی۔ مندرجہ ذیل انصار نے نمایاں پوزیشن حاصل کی۔

- مکرم مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی۔ دارالرحمت غربی۔ ربوہ اوّل
- مکرم عزیز احمد صاحب طاہر۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ دوم
- مکرم محمد یعقوب صاحب امجد۔ دارالصدر جنوبی۔ ربوہ۔ سوم

اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ان احباب کے لئے مبارک کرے۔ (قائد تعلیم مجلس انصاراللہ۔ پاکستان)

نوٹ:- امتحان میں "خصوصی گریڈ" حاصل کرنے والے انصار کے اسماء گرامی آئندہ شمارہ میں شائع ہونگے۔

بنی نوع انسان سے ہمدردی اور محبت و شفقت

محترم ناصر سلیمی صاحب ایم اے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ اللعالمین ہیں اور آپ وجودِ رحمت ہیں تمام جہانوں کے لئے اور آپ کی تعلیمات اور اسوۂ حسنہ اس رحمتِ مجسّم کے فیوض و برکات کو پیش کر رہا ہے اور آپ کے ذریعہ سے جو قوم پیدا ہوئی اُسے بھی خیرِ اُمّت قرار دیا گیا ہے اور بلاشبہ خَیْرٌ لِّلنَّاس ہے۔ اس رحمت و شفقت اور خیر و برکت کی وسعتیں تمام عالم پر پھیلی ہوئی ہیں۔ جو تمام زمانی اور مکانی حدود و قیود سے آزاد لَا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ کی مصداق ہیں بلا امتیاز مذہب و ملّت رنگ و نسل عربی و عجمی بنی نوع انسان کے علاوہ تمام مخلوقِ خدا پر حاوی ہیں۔

موجودہ دَور میں اخلاقی اور روحانی اقدار عنقا ہو رہی ہیں۔ اور مخلوقِ خدا کے ساتھ محبت و شفقت تو الگ رہی بنی نوع انسان کے حقوق اَدا نہیں کئے جاتے۔ احترامِ آدمیت اور شرفِ انسانیت کے قیام کی باتیں تو ہوتی ہیں مگر عملاً قومی اور نسلی تفاخر کے سانچے میں ڈھلے ہوئے طبقات اپنے سے کم تر اور محتاج مخلوق اور ضرورت مند معاشرہ کو انسان کا مقام دینے سے بھی گریز کرتے ہیں۔ بہبودِ انسانیت کی طرف نگاہیں نہیں اُٹھتیں۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ اسوہ اور آپ کی تعلیمات ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ جن میں شرفِ انسانیت کو مقدم کیا گیا ہے۔ چنانچہ آپ کی تعلیمات کے چند پہلو پیش کئے جاتے ہیں۔

حلم نرمی اور شفقت کی اہمیت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی صفت رفق اور نرمی پر عمل پیرا ہونے کو ایک مقبول عمل قرار دیا ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

"اِنَّ اللّٰہَ رَفِیْقٌ یُحِبُّ الرِّفْقَ وَیُعْطِی عَلَی الرِّفْقِ مَالَا یُعْطِی عَلَی الْعُنْفِ وَمَا لَا یُعْطِی عَلٰی مَاسِوَاہُ"۔

(مسلم کتاب البر والصلۃ)

فرمایا: اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے۔ نرمی کو پسند کرتا ہے۔ نرمی کا جتنا اجر دیتا ہے اتنا سخت گیری کا نہیں دیتا بلکہ کسی اور نیکی کا بھی اتنا اجر نہیں دیتا۔ اسی طرح ایک اور روایت میں ہے۔

"قَالَ: اِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُوْنُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا زَانَهُ وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا شَانَهُ"۔ (مسلم ایضاً)

فرمایا: کسی چیز میں جتنا بھی رفق اور نرمی ہو اتنا ہی یہ اس کے لئے زینت کا موجب بن جاتا ہے۔ اور جس سے (رفق اور نرمی) چھین لی جائے وہ اتنی ہی بدنما ہو جاتی ہے یعنی رفق اور نرمی میں ہی حسن ہے۔

مخلوقِ خدا اس کی عیال ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰى عِيَالِهٖ"۔

(مشکوٰۃ باب الشفقۃ والرحمۃ علی خلق اللہ۔ صـ ۴۲۵)

تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کی عیال ہیں اور اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق میں سے وہ شخص بہت پسند ہے جو اس کی عیال (مخلوق) کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔ (یعنی ان کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے) اسی ارشاد میں عیال کے لفظ سے مخلوق کو تعبیر کر کے اس طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ جس طرح ایک کنبہ کا سربراہ یا والدین اپنی اولاد کی کسی تکلیف کو برداشت نہیں کرتے اور اسے دُور کرتے ہیں۔ اور عیالداری کی ذمہ داریوں کے بوجھ کو اٹھاتے ہیں۔ اور اس میں مدد کرنے والے اور اس کے لئے حسن سلوک روا رکھنے والے سے محبت کرتے اور اس سے خوش ہوتے ہیں۔ اسی طور پر خدا تعالیٰ اپنی مخلوق کے ساتھ حسنِ سلوک اور اچھا برتاؤ کرنے والے کو پسند کرتا ہے اور اس سے خوش ہوتا ہے۔

دوسرا امر اس ارشاد میں یہ بھی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تمام بنی نوع انسان اور مخلوقِ خدا کو بلا امتیاز مذہب و قوم اور رنگ و نسل کے اپنی عیال قرار دیتے ہوئے سب کو ہی عیال قرار دیا ہے۔ اور سب کے ساتھ حسنِ سلوک اور شفقت کا سلوک کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

اہلِ ارض سے محبت کا سلوک کرو

اہلِ زمین پر رحم کی تعلیم کے بارہ میں روایت ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرَّاحِمُوْنَ

"يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا اَهْلَ الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ"۔

(سنن ابوداؤد کتاب الادب باب فی الرحمۃ)

حضرت عبداللہؓ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحم کرنے والوں پر خدا رحم کرے گا۔ تم اہل زمین پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر
خدا مہرباں ہوگا عرشِ بریں پر

ایک اور روایت میں اسوۂ اقدس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نواسے حضرت حسنؓ بن علی رضی اللہ عنہ کو بوسہ دیا۔ اس وقت آپ کے پاس اقرع بن حابس بھی بیٹھا ہوا تھا۔ اقرع نے یہ دیکھ کر عرض کیا۔ میرے دس بیٹے ہیں میں نے کبھی کسی کو بوسہ نہیں دیا۔ آپ نے اس طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور فرمایا

"مَنْ لَا يَرْحَمِ النَّاسَ لَا يَرْحَمُهُ اللّٰهُ"

(مسلم کتاب الفضائل باب رحمۃ الصبیان والعیال)

جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحم نہیں کرتا۔

رحم اور محبت کے جذبے لازم و ملزوم ہیں۔ اور ان کا ایک دوسرے سے گہرا تعلق ہے۔ حضور نے رحم کی تعلیم دے کر تمام بنی نوع انسان کے ساتھ شفقت اور محبت کا سلوک کرنے کی ہدایت فرمادی۔

یتامیٰ کے ساتھ محبت اور حسنِ سلوک

معاشرہ میں یتیم بچوں کے ساتھ عدل و انصاف کے تقاضے پورے نہیں کئے جاتے یتیم بچے ایک دباؤ اور تحقیر کا شکار ہوتے ہیں۔ ان کی جسمانی علمی اور اخلاقی نشوونما سے پہلوتہی ایک عام معاشرتی کمزوری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یتیموں کا تقدس قائم کیا۔ اور انہیں عزت و تکریم دی اور ان کے ساتھ گہرے تعلق کا ذکر فرمایا اور ان سے حسن سلوک کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا موجب قرار دیا۔ حضرت سہلؓ بن سعد سے روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ
هٰكَذَا وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا۔

(بخاری باب فضل من یعول یتیماً)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں اور یتیم کی دیکھ بھال میں لگا رہنے والا جنت میں اس طرح ساتھ ساتھ ہوں گے۔ آپ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رکھ کر اشارہ کر کے دکھایا کہ اسطرح۔

ایک اور روایت میں ہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ قَالَ خَیْرُ بَیْتٍ فِی الْمُسْلِمِیْنَ بَیْتٌ فِیْہِ یَتِیْمٌ یُحْسَنُ اِلَیْہِ وَشَرُّ بَیْتٍ فِی الْمُسْلِمِیْنَ بَیْتٌ فِیْہِ یَتِیْمٌ یُسَاءُ اِلَیْہِ۔

(ابن ماجہ ابواب الادب باب حق الیتیم)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسلمانوں کے گھروں میں سے سب سے بہترین گھر وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔ اور بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ بُرا سلوک ہوتا ہو۔

یتیم بچے قوم کی امانت ہوتے ہیں۔ اور صرف والدین کے سایہ کی محرومی ان ظاہری قوتوں کی نشوونما میں روک بنتی ہے۔ اگر انہیں حقیقی ماں باپ کی سی محبت اور شفقت میسّر آجائے اور ان کی صحیح نگہداشت ہو تو ان کی صلاحیتیں ابھرتی ہیں۔ اور وہ معاشرہ کے لئے مفید وجود ثابت ہوتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قطع نظر انسان کے جانوروں تک کے لئے بھی شفقت اور رحم سے پیش آنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ اور جانوروں کے ساتھ رحم کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا موجب قرار دیا ہے اور سادہ لوح اور فاتر العقل لوگوں سے بھی اچھے برتاؤ کی تلقین کی۔

غیر قوموں اور مذاہب سے سلوک

بحیثیت انسان جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کی عزت نفس آزادی ضمیر اور احترام و اکرام کی تعلیم دی۔ وہاں غیر قوموں کے عمائدین اور دیگر مذاہب کے ساتھ اچھا سلوک روا رکھنے کی تلقین فرمائی جَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ (حٰم السجدہ) کہ تم غیر مذاہب کے ساتھ اچھے اور احسن رنگ میں بات کرو۔ اسی طرح لَاۤ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ (سورۃ البقرہ آیت ۲۵۷) کے عظیم اصول کو پیش کیا۔ کہ دین و عقیدہ میں کوئی جبر و اکراہ نہیں۔ جو جس عقیدہ و مذہب کو چاہے اختیار کرے۔ اسی طرح کسی قوم یا مذہب کی طرف نسبت کو باعثِ استہزاء و تحقیر جذبہ رکھنے کو سخت ناپسند فرمایا۔ اسی طرح کسی دوسری قوم کے سربراہ (کریمِ قوم) کی عزت و احترام کی بھی تاکید فرمائی۔

ایک بین الاقوامی منشور کا اعلان

شرفِ انسانیت کو قائم کرنے۔ حقوقِ انسانی، آزادیٔ ضمیر و عقیدہ کے ان سنہری اصولوں کی جو تفصیل حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کی اس کی ایک جامع اور مکمل صورت آپ کا وہ عظیم الشان اعلان ہے جو حجۃ الوداع کے موقعہ پر فرمایا۔

"عَنْ اَبِیْ نَضْرَۃَ حَدَّثَنِیْ مَنْ سَمِعَ خُطْبَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ وَسْطِ اَیَّامِ التَّشْرِیْقِ فَقَالَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اَلَا اِنَّ رَبَّکُمْ وَاحِدٌ وَاِنَّ اَبَاکُمْ وَاحِدٌ، اَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی عَجَمِیٍّ وَلَا لِعَجَمِیٍّ عَلٰی عَرَبِیٍّ وَلَا لِاَحْمَرَ عَلٰی اَسْوَدَ وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰی اَحْمَرَ اِلَّا بِالتَّقْوٰی اَبَلَّغْتُ؟ قَالُوْا: بَلَّغَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

ثُمَّ قَالَ: اَیُّ یَوْمٍ ھٰذَا؟ قَالُوْا: یَوْمٌ حَرَامٌ، قَالَ: اَیُّ شَھْرٍ ھٰذَا؟ قَالُوْا: شَھْرٌ حَرَامٌ، قَالَ: ثُمَّ اَیُّ بَلَدٍ ھٰذَا؟ قَالُوْا: بَلَدٌ حَرَامٌ، قَالَ: فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ حَرَّمَ بَیْنَکُمْ دِمَاءَکُمْ وَاَمْوَالَکُمْ، قَالَ: وَلَا اَدْرِی، قَالَ اَوْ بَلَدِکُمْ ھٰذَا۔ اَبَلَّغْتُ؟ قَالُوْا: بَلَّغَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: لِیُبَلِّغِ الشَّاھِدُ الْغَائِبَ۔"

(مسند احمد ص ۴۱۱/۵۔ مسند احمد ص ۲۳۰/۱ عن ابن عباسؓ)

ابو نضرہؓ بیان کرتے ہیں مجھے اس شخص نے بتایا جس نے حضور کا وہ خطبہ حجۃ الوداع سنا جو آپ نے ایامِ منیٰ میں دیا تھا۔ آپ نے اپنے اس خطبہ میں فرمایا اے لوگو! تمہارا خدا ایک ہے۔ تمہارا باپ ایک ہے۔ یاد رکھو کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر اور کسی سرخ و سفید رنگ والے کو کسی سیاہ رنگ والے پر اور کسی سیاہ رنگ والے کو کسی سرخ و سفید رنگ والے پر کسی طرح کی کوئی فضیلت نہیں۔ ہاں تقویٰ اور صلاحیت وجہ ترجیح اور فضیلت ہے۔ کیا میں نے یہ اہم پیغام پہنچا دیا۔ لوگوں نے (بلند آواز سے) عرض کیا ہاں اللہ کے رسول نے یہ پیغامِ حق اچھی طرح پہنچا دیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا یہ کون سا دن ہے؟ لوگوں نے جواب دیا (ایامِ حج کا) بڑا محترم دن ہے۔ پھر آپؐ نے پوچھا یہ کون سا مہینہ ہے؟ لوگوں نے جواب دیا یہ (ذوالحجہ کا) بڑا محترم مہینہ ہے۔ پھر پوچھا یہ کون سا شہر ہے؟ لوگوں نے جواب دیا۔ یہ (مکّہ کا) بڑا محترم شہر ہے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا۔ تمہاری جانیں تمہارے اموال (راوی کو یاد نہیں کہ آپؐ نے آبرو کا ذکر بھی فرمایا

یا نہیں) اسی طرح قابلِ عزّت اور حرمت والے ہیں جس طرح یہ دن یہ مہینہ اور یہ شہر حرمت والے ہیں (یعنی جس طرح ان کی بے حرمتی کا تم خیال بھی نہیں کر سکتے اسی طرح لوگوں کی جانوں اور ان کے مالوں اور ان کی آبرؤں کی بے حرمتی بھی ناجائز ہے۔ پھر آپؐ نے پوچھا۔ کیا میں نے یہ اہم پیغام پہنچا دیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ہاں اللہ کے رسول نے سب کچھ پہنچا دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا تو جو موجود ہیں وہ ان تک بھی اس پیغام کو پہنچا دیں۔ جو یہاں موجود نہیں۔

آپؐ نے امن و سلامتی کے قیام کے لئے یہ بھی ارشاد فرمایا۔

لَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا۔ اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ: لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يَحْقِرُهٗ وَلَا يَخْذُلُهٗ۔ اَلتَّقْوٰى هٰهُنَا۔ وَيُشِيْرُ اِلٰى صَدْرِهٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بِحَسْبِ امْرِئٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ يَحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهٗ وَمَالُهٗ وَعِرْضُهٗ۔

(مسلم کتاب البرّ والصلۃ باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک دوسرے سے حسد نہ کرو۔ ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کے لئے بڑھ چڑھ کر بھاؤ نہ بڑھاؤ۔ ایک دوسرے سے بُغض نہ رکھو۔ ایک دوسرے سے پیٹھ نہ موڑو یعنی بے تعلقی کا رویّہ اختیار نہ کرو۔ ایک دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرو بلکہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔ مسلمان اپنے بھائی پر ظلم نہیں کرتا۔ اس کی تحقیر نہیں کرتا۔ اس کو شرمندہ یا رسوا نہیں کرتا۔ آپؐ نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ تقویٰ یہاں ہے۔ یہ الفاظ آپؐ نے تین دفعہ دہرائے۔ پھر فرمایا۔ انسان کی بدبختی کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقارت کی نظر سے دیکھے۔ ہر مسلمان کا خون، مال اور عزّت و آبرو دوسرے مسلمان پر حرام ہے اور اس کے لئے واجب الاحترام ہے۔

ان روایات و ارشادات سے یہ واضح ہے کہ شرف انسانیت کے قیام کے لئے انسانی فلاح و بہبود۔ ہمدردی اور شفقت کی تعلیمات کو اتنی وسعت دی گئی ہے کہ زندگی کے ہر پہلو، ہر طبقہ ہر قوم اور ہر مذہب کو احترام دیا گیا ہے۔ اور انسانی حقوق کو تحفظ حاصل ہوا ہے۔ آپؐ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر جو عظیم الشان اعلان فرمایا وہ امنِ عالم کے لئے ایک بہترین منشور ہے۔ اور بہبود انسانیت کے لئے بھی مشعلِ راہ ہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تصویر دیکھکر

عکسِ جمیل و صورتِ زیبا و باوقار
پڑتی ہیں کیوں نگاہیں میری تجھ پہ بار بار

دنیا میں ہم نے دیکھے بہت خوبرو مگر
صورت تیری ہے صنعتِ صانع کا شاہکار

تیری جبیں پہ حسنِ ازل کی تجلیاں
طلعت سے تیری نورِ صداقت ہے آشکار

دُنیا سے بے نیاز نگاہیں جھکی جھکی
غضِّ بصر کے حسن کی تفسیر شاندار

آقا تری دعاؤں سے وہ دن قریب ہیں
تیری جھکی نگاہوں کو ہے جن کا انتظار

اب ساعتِ ہلاکتِ باطل قریب ہے
یاجوج بے قرار ہے ماجوج بے قرار

مغرب کے بُتکدوں میں قیامت ہوئی بپا
تثلیث ہوتی جاتی ہے توحید کا شکار

مولانا ظفر محمد ظفر

پاکیزہ سیرت

ایمان افروز اور رُوح پرور ۔ روایات

رفقاء حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی یادوں کے نقوش

؎ "وہ عاشق ہے کہ جس کو حسبِ تقدیر محبت کی کماں سے آلگا تیر"
(درثمین)

① ـــ ایک دلگداز منظر اور ادب و اطاعت

حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب جب حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی پاکیزہ صحبت میں ایک عرصہ گذارنے کے بعد رخصت ہونے لگے تو اس موقعہ پر جو دل گداز واقعہ پیش آیا اسکی کیفیت سید احمد نور صاحب نے اس طرح بیان کی ہے۔

"جب آپ قادیان میں تھے تو آپ کو بار بار الہاماً بتایا گیا " اس راہ میں اپنا سر دے دے کہ خدا نے کابل کی سرزمین کی بھلائی کے لئے یہی چاہا ہے"۔ ایک اور موقعہ پر فرمایا

"آسمان شور کر رہا ہے اور زمین اس شخص کی طرح کانپ رہی ہے۔ جو تپ و لرزہ میں مبتلا ہو۔ دنیا اس کو نہیں جانتی یہ امر ہونے والا ہے"۔ (حیات طیبہ)

جب آپ حضرت اقدس سے اجازت حاصل کر کے قادیان سے رخصت ہونے لگے تو حضور ان کی مشایعت کے لئے دُور تک ان کے ساتھ تشریف لے گئے۔ رخصت ہونے کے وقت حضرت صاحبزادہ صاحب پر سخت رقت طاری ہو گئی اور فرطِ محبت میں آپ بے اختیار حضرت کے قدموں پر گر گئے ...... ان کی اس حالت کو دیکھ کر حضرت اقدس بھی آبدیدہ ہو گئے۔ اور مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالا۔ تاہم آپ یہ پسند نہیں فرماتے تھے کہ کوئی شخص آپ کے پاؤں پر گرے۔ یا تعظیماً آپ کے گھٹنوں کو ہاتھ لگائے۔ آپ نے صاحبزادہ صاحب کو اُٹھنے کے لئے کہا مگر وہ بدستور اسی طرح پڑے رہے۔ اس پر آپ نے فرمایا اَلْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَبْ ---- یہ فرمان سُن کر آپ فوراً کھڑے ہو گئے۔ اور عرض کیا ---- میری بیتابی اور بے قراری کی وجہ یہ ہے کہ میرے دل کو یقین ہو گیا ہے کہ اس زندگی میں میں پھر آپ کو نہیں دیکھ سکوں گا۔ یہ آپ کا آخری دیدار ہے۔ جو میں کر رہا ہوں۔ یہ عرض کر کے بادلِ بیقرار و چشمِ اشکبار رخصت ہوئے۔" (حیاتِ طیبہ ص۳۴۷)

② ـــ پہلی زیارت اور عجیب نشان

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی ۱۸۹۹ء میں بہمراہ حضرت مولوی امام الدین صاحب (آف گولیکی) قادیان تشریف لے گئے۔ تاکہ دستی بیعت سے مشرف ہوں۔ چنانچہ یہ ایمان افروز واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

"جب مَیں اور مولوی امام الدین صاحب قادیان ۔۔ پہنچے اور (بیت) مبارک پر جانے کے لئے اس کے اندرونی زینے پر چڑھنے لگے تو مَیں وہیں کھڑے کھڑے (آپ) کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے کچھ نذرانہ کی رقم نکالنے لگ گیا۔ اور مولوی صاحب اتنی دیر میں اوپر جا پہنچے۔ (حضرت صاحب) نے مولوی صاحب کو مصافحہ کا شرف بخشتے ہی فرمایا۔

"وہ لڑکا جو آپ کے پیچھے آرہا تھا اس کو بلاؤ"

چنانچہ مولوی صاحب واپس لوٹے اور زینہ پہ آکر کہنے لگے میاں غلام رسول آپ کو حضرت صاحب یاد فرمارہے ہیں مَیں یہ سنتے ہی ۔۔۔ خدمتِ عالیہ میں جا پہنچا۔ اور جب مصافحہ اور دیدارِ مسیح سے مشرف ہُوا۔ تو اس وقت مجھ پر کچھ ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ مَیں بے ساختہ ۔۔۔ قدموں پر گر گیا اور روتے روتے میری ہچکی بندھ گئی (حضرت اقدس) اس وقت نہایت ہی شفقت سے میرے سر اور میری پیٹھ پر دستِ مسیحائی پھیرتے جاتے تھے اور مجھے دلاسے دئے جاتے تھے۔ جب میری طبیعت کچھ سنبھلی تو مَیں نے اپنے سرِ نیاز کو ۔۔۔ پائے عالی سے اٹھایا اور مولوی امام الدین اور بعض دیگر (رفقاء) کی معیت میں (آپ) کے دستِ بیعت سے شادکام ہُوا۔ اس دوران یہ عجیب واقعہ رُونما ہُوا کہ (حضرت صاحب) نے مجھے دیکھے بغیر ہی اور مولوی امام الدین صاحب سے بے پوچھے ہی یہ ارشاد فرمادیا کہ مولوی صاحب وہ لڑکا جو آپ کے پیچھے آرہا تھا اس کو بلاؤ۔ یقیناً یہ بات (حضرت صاحب) کے متعلق لِاَنَّہٗ یَرٰی بِنُوْرِ اللّٰہِ کی ایک دلیل ہے اور میرے لئے ایک نشان ہے۔" (حیات قدسی حصہ اوّل صفحہ ۱۹-۲۰)

۳ ــ پہلی ملاقات پر صداقت ظاہر ہونا

جناب سید نفیر محمد خاں صاحب افغانی ملکِ افغانستان کے رہنے والے تھے اور سید احمد نور صاحب کابلی کے رشتہ داروں میں سے تھے۔ بیان فرماتے ہیں۔

"مَیں بچپن ہی سے حضرت سید عبد اللطیف صاحب ۔۔۔۔ کی بیعت میں شامل تھا وہ ہمیشہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ یہ زمانہ مسیح موعود ۔۔۔۔ کے پیدا ہونے کا ہے اور چونکہ ہم تک اس وقت تک خبر نہیں پہنچی تھی اس لئے فرمایا کرتے تھے معلوم نہیں وہ ابھی تک کیوں ظاہر نہیں ہُوا۔ پھر ہم کو نصیحت کرتے کہ جب حضرت مسیح موعود ۔۔۔۔ ظاہر ہوں تو ان کو مان لینا ہم کو حضرت سید عبد اللطیف صاحب ۔۔۔۔ نے اس طرح تیار کر دیا تھا جیسے ایک سپاہی میدانِ جنگ کے لئے تیار ہوتا ہے۔ اور پھر پیٹھ نہیں دکھاتا۔

چنانچہ جب حضرت مسیح موعود..... کا دعویٰ پہنچا تو ہم نے فوراً مان لیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کا یہ بھی فضل ہؤا کہ ہم کو قادیان آنے کی توفیق ملی اور ہم قادیان میں حضرت مسیح موعود..... کی زندگی میں حاضر ہوگئے۔ یہاں آکر میں نے (آپ) کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور پھر کچھ رہ کر واپس چلا گیا۔

سیّد فقیر محمد خاں صاحب افغانی بیان کرتے ہیں۔

"میرے والد صاحب تجارتی کاروبار کرتے تھے اور انہوں نے کسی اور پیر کی بیعت کی ہوئی تھی۔ میں ان کے پیچھے پڑا اور ان کو مجبور کیا۔ وہ میرے ساتھ قادیان چلیں۔ میں ان کو مجبور کر کے اپنے ساتھ قادیان لے آیا۔ میں نے ان سے کہا کہ اگر آپ کو کسی قسم کی تکلیف ہوگئی تو میں اپنے ساتھ لے آؤں گا۔ انہوں نے مجھے راستہ میں کہا کہ ہم کو پنجاب لے جارہے ہو۔ دیکھ میں بڈھا آدمی ہوں۔ میں جب اس شخص کو دیکھوں گا اگر وہ سچّا ہؤا تو میں اسے فوراً شناخت کر لوں گا کہ وہ شخص مہدی ہے یا کہ نہیں۔ ہم (قادیان) پہنچے۔ ہم کو حضرت (حکیم مولانا نورالدین صاحب) کے مکان پر ٹھہرنے کی جگہ ملی۔ ظہر کے وقت..... حضرت مسیح موعود..... اندر تشریف لائے۔ پگڑی کا شملہ اپنے منہ مبارک پر رکھا ہؤا تھا۔ اور آپ اکثر ایسے رکھا کرتے تھے۔ میرے والد صاحب نے جب دیکھا تو ان کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ اور وہ دَوڑ کر پاؤں پر گر پڑے۔ (آپ) نے منع فرمایا کہ ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ چنانچہ وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اصرار کرنے لگے کہ..... میری بیعت منظور فرمائیں۔ آپ کا طریق تھا کہ بیعت کے لئے جلدی نہ فرمایا کرتے تھے۔ بلکہ فرمایا کرتے تھے۔ ذرا اور ٹھہر جاؤ۔ اور پھر چند دن بعد بیعت قبول فرمائی۔"

(الحکم جلد ۳۹ نمبر ۳ صہ ۵ ۲۸۔ جنوری ۱۹۳۶ء)

(۴) ـــــ مہمانوں سے محبّت اور بے تکلّفی

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی بیان فرماتے ہیں۔

"آپ اکرامِ ضعف کی نہ صرف تاکید فرمایا کرتے بلکہ اس کا سبق دیا کرتے۔ بارہا ایسا ہوا کہ جب کوئی مہمان آیا تو آپ بنفس نفیس اس کے لئے موسم کے لحاظ سے چائے یا لسّی وغیرہ خود اٹھا کر بے تکلفی سے آتے اور اصرار کر کے پلایا کرتے ایسا بھی ہوتا کہ کوئی دوست قادیان سے ایّامِ اقامت پورے کر کے رخصت ہوتا تو آپ اس کے لئے راستہ کے لئے ناشتہ وغیرہ لے کر آجاتے یا موسم کے لحاظ سے دودھ وغیرہ لے کر آتے۔ کبھی ایسا بھی ہؤا کہ تربیت کے لئے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب (جو اس وقت بچے تھے) سے اٹھوا کر لاتے..... عام طور پر اپنی تقریروں میں مجلسوں میں فرماتے۔ کہ مَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْن ہمارے مہمانوں میں سے جو تکلّف کرتا ہے اسے تکلیف ہوگی۔ اس لئے جو ضرورت ہو اسے کہہ دیا کرو۔

آپ جب باہر کھانا کھایا کرتے تھے تو سب سے آخر تک کھاتے رہتے تھے۔ اور بہت ہی کم کھاتے تھے سب

سے آخر تک اس لئے کھاتے رہتے کہ اگر کوئی نیا مہمان کسی وجہ سے کھانے میں حیا کرتا ہے تو یہ سمجھ کر کہ حضرت اقدس کھا رہے ہیں ہاتھ نہ اٹھا لے۔

..... ایک مرتبہ جہلم کے دو شخص جو بہت ہی ضعیف العمر تھے حاضر ہوئے۔ آپ سیر کو تشریف لے جا رہے تھے۔ وہ چل نہیں سکتے تھے۔ وہاں ہی کھڑے ہو گئے اور دیر تک ان سے باتیں کرتے رہے۔ جب دیکھا اُن کے دل کے کنول کھل گئے ہیں اور انہوں نے سعادت کبریٰ حاصل کر لی تو آپ نے ان کو کھلانے کا حکم دیا اور معمولاً سیر کو چلے گئے۔

گورداسپور مقدمات کے سلسلہ میں آپ ٹھہرے ہوئے تھے۔ بابا ہدایت اللہ صاحب جو پنجابی کے مشہور شاعر تھے انہوں نے اجازت چاہی۔ آپ نے ان کو فرمایا۔ آپ جا کر کیا کریں گے اگر کوئی تکلیف ہو تو بتا دو۔ اس کا انتظام کر دیا جائے۔ پھر اس کے بعد ..... آپ نے جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا چونکہ آدمی بہت ہوتے ہیں اور ممکن ہے کسی کی ضرورت کا علم نہ ہو اس لئے ہر شخص کو چاہیئے کہ جس شئے کی اس کو ضرورت ہو وہ بلا تکلف کہہ دے اور اگر کوئی جان بوجھ کر چھپاتا ہے تو وہ گنہگار ہے۔ ہماری جماعت کا اصول ہی بے تکلفی ہے اور بابا ہدایت اللہ صاحب کو مولوی سیّد سرور شاہ صاحب کے سپرد کر دیا کہ آپ ان کی ضروریات اور آرام کا لحاظ رکھیں۔

(الحکم قادیان نمبر ۶-۷، جلد ۱۳ ۴ صـ۳)

”وہ تو غنی ہے“

محترم ٹھیکیدار اللہ یار صاحب (برادر میاں محمد اکبر صاحب بٹالوی) بیان فرماتے ہیں۔

”میں جب قادیان میں ہجرت کر کے آ گیا تو یہاں کچھ لکڑی کا کاروبار شروع کر لیا۔ ایک دفعہ جب ..... مینار کے لئے بھٹہ لگوانا تھا (حضرت اقدس) نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ آپ کچھ لکڑی دیں گے۔ میں نے عرض کی ..... کتنی لکڑی درکار ہوگی۔ فرمایا ”اینٹوں کے لئے چاہیئے اور کچھ چارپائیاں بنوانی ہیں“ میرے پاس پیپل کی لکڑی تھی۔ میں نے عرض کی ..... پیپل کی لکڑی ہے اس پر ایک دوست نے کہا کہ ..... پیپل کے پائے پھٹ جاتے ہیں (حضرت اقدس نے) فرمایا **”کوئی حرج نہیں دنیا کی سب چیز فنا ہونے والی ہے“**

الغرض میں نے پائے بنا کر (حضرت صاحب) کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اور پھر عرض کی کہ ..... کچھ روپے چاہئیں ..... فرمایا بہت اچھا ایک رومال میں کچھ روپے تھے (حضرت صاحب) لے کر باہر تشریف لائے۔ وہ روپے میرے سامنے رکھ دئے اور فرمایا جتنے لینے ہیں لے لو۔ میں نے جس قدر ضرورت تھی لے لئے اور عرض کیا کہ ..... لے لئے ہیں۔

بھٹہ کے لئے میں ایک قریب کے گاؤں سے لکڑی لے آیا۔ جب لکڑی کا (ذکر) فرمایا تھا اس وقت حضرت

بقیہ صـ۱۳ پر

جستہ جستہ

مُبارک وہ جواب ایمان لایا

صدق و وفا کے پیکر

مامور زمانہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ پر ایمان لانے والوں کے اندر جو عظیم اخلاقی و روحانی انقلاب پیدا ہوا۔ اس کا اندازہ ایک عمومی نظر سے ناممکن ہے۔ آپ کے ساتھ تعلقِ محبت و اخوّت سے ایسے وجود پیدا ہوئے جن سے حُسنِ کائنات اور بھی نکھرا۔ آپ کی تاثیرات قدسیہ سے اخلاص و فدائیت اور ایثار و قربانی کے یہ روشن ستارے بنی نوع انسان کے لئے ہدایت اور راہنمائی کا موجب ثابت ہوئے۔ اور جو محبوب حقیقی کے وجود میں فنا ہو کر دائمی زندگی پا گئے۔ انہی مقدسوں کے چند ایمان افروز واقعات پیش کئے جا رہے ہیں (یعنی احباب کپورتھلہ) جن کے بارہ میں حضرت مسیح موعود ۔۔۔۔۔ نے انہیں یہ خوشخبری دی تھی۔

"کپورتھلہ کی جماعت دنیا میں بھی ہمارے ساتھ ہے اور قیامت (یا جنّت) میں بھی ہمارے ساتھ رہے گی۔" (حیاتِ طیبہ ص ۱۱۲)

حضرت منشی عبدالرحمٰن صاحب کی بیعت

حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر بیان فرماتے ہیں :۔

"منشی عبدالرحمٰن صاحب والد صاحب (حضرت منشی ظفر احمد صاحب) کے ابتدائی ساتھیوں میں سے تھے ..... نہایت عبادت گذار ولی اللہ تھے۔ جب لدھیانہ میں حضرت صاحب نے بیعت لینے کا اعلان فرمایا تو والد صاحب نے منشی عبدالرحمٰن صاحب سے لدھیانہ چلنے کو کہا۔ منشی صاحب نے فرمایا کہ میں استخارہ کر لوں والد صاحب نے کہا کہ تو تم استخارہ کرو ہم تو جاتے ہیں۔ منشی اروڑا صاحب محمد خان صاحب اور والد صاحب یکے بعد دیگرے لدھیانہ کو روانہ ہو گئے۔ پہلے منشی اروڑا صاحب نے بیعت کی بعد میں والد صاحب کے بیعت کرتے وقت حضرت صاحب نے دریافت فرمایا آپ کے رفیق کہاں ہیں؟ یہ رفیق کا لفظ بقول والد صاحب حضرت مسیح موعود ۔۔۔۔ اکثر استعمال فرمایا کرتے تھے۔ والد صاحب نے عرض کی کہ منشی اروڑا صاحب نے تو بیعت کر لی ہے اور محمد خان صاحب غسل کر رہے ہیں وہ کہتے ہیں میں نہا کر بیعت کروں گا۔ چنانچہ بعد میں محمد خان صاحب نے بیعت کی۔ اور منشی عبدالرحمٰن صاحب کو استخارہ کرنے پر آواز آئی۔ "عبدالرحمٰن آجا"۔ چنانچہ دوسرے دن آ کر منشی عبدالرحمٰن صاحب نے بھی بیعت کر لی۔"

حضرت شیخ صاحب فرماتے ہیں۔

"یہ اپنا اپنا رنگ اخلاص ہے ایک وہ تھے جو فوراً چل پڑے۔ ایک نے انتہائی ادب کے پیش نظر غسل کر کے بیعت کرنا چاہی۔ ایک نے استخارہ کو مقدم سمجھا ہر ایک کا اخلاص اپنے ذوق کے مطابق ظاہر ہے۔ اور کسی کو کسی پر ترجیح دینا مشکل اسی قسم کا اختلاف ہے جو برکت کا موجب ہوتا ہے۔ اور جس پر کوئی نکتہ چینی نہیں ہو سکتی ؎

گلہائے رنگ رنگ سے ہے زینتِ چمن اے ذوق اس جہان کو ہے زیب اختلاف سے

(روایات حضرت منشی ظفر احمد صاحب صفحہ ۱۳-۱۴)

اخلاص اور قربانی میں سبقت

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کا بیان ہے (جسے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے اپنے مضمون میں تحریر فرمایا)

"ایک دفعہ اوائل زمانہ میں حضرت مسیح موعود ۔۔۔۔۔۔۔ کو لدھیانہ میں کسی ضروری ۔۔۔ اشتہار کے چھپوانے کے لئے ساٹھ روپے کی ضرورت پیش آئی۔ اس وقت حضرت صاحب کے پاس اس رقم کا انتظام نہیں تھا اور ضرورت فوری اور سخت تھی۔۔۔۔ میں اس وقت حضرت صاحب کے پاس لدھیانہ میں اکیلا آیا ہوا تھا۔ حضرت صاحب نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ اس وقت یہ اہم ضرورت درپیش ہے۔ کیا آپ کی جماعت اس رقم کا انتظام کر سکے گی۔ میں نے عرض کیا حضرت انشاء اللہ کر سکے گی۔ اور میں جا کر روپے لاتا ہوں۔ چنانچہ میں فوراً کپور تھلہ گیا اور جماعت کے کسی فرد سے ذکر کرنے کے بغیر اپنی بیوی کا ایک زیور فروخت کر کے ساٹھ روپے حاصل کئے اور حضرت صاحب کی خدمت میں لا کر پیش کر دیئے۔ حضرت صاحب بہت خوش ہوئے اور جماعت کپور تھلہ کو دعا دی۔ (کیونکہ حضرت صاحب یہی سمجھتے تھے کہ اس رقم کا جماعت نے انتظام کیا ہے) چند دن کے بعد منشی اروڑا صاحب بھی لدھیانہ گئے تو حضرت صاحب نے ان سے خوشی کے لہجہ میں ذکر فرمایا کہ منشی صاحب اس وقت آپ کی جماعت نے بڑی ضرورت کے وقت امداد کی، منشی صاحب نے حیران ہو کر پوچھا۔ حضرت کونسی امداد؟ مجھے تو کچھ پتہ نہیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا "یہی جو منشی ظفر احمد صاحب جماعت کپور تھلہ کی طرف سے ساٹھ روپے لائے تھے"۔ منشی صاحب نے کہا "حضرت منشی ظفر احمد صاحب نے مجھ سے تو اس کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ اور نہ ہی جماعت سے ذکر کیا اور میں ان سے پوچھوں گا کہ ہمیں کیوں نہیں بتایا۔ اس کے بعد منشی اروڑا صاحب میرے پاس آئے اور سخت ناراضگی میں کہا کہ حضرت صاحب کو ایک ضرورت پیش آئی اور تم نے مجھ سے ذکر نہیں کیا۔ میں نے کہا منشی صاحب تھوڑی سی رقم تھی اور میں نے اپنی بیوی کے زیور سے پوری کر دی۔ اس میں آپ کی ناراضگی کی کیا بات ہے۔ مگر منشی صاحب کا غصہ کم نہ ہوا اور وہ برابر یہی کہتے رہے کہ حضرت صاحب کو ایک ضرورت پیش آئی تھی اور تم نے یہ ظلم کیا کہ مجھے نہیں بتایا۔ پھر منشی اروڑا صاحب چھ ماہ تک مجھ سے ناراض رہے۔

(روایات حضرت منشی ظفر احمد صاحب صفحہ ۶۱-۶۲)

حضرت مسیح موعود ۔۔۔۔ کے فدائیوں کا یہ کیا ہی عجیب رنگ ہے۔ اور خدمت اور مالی قربانی کی کیسی تڑپ ہے کہ

ایک نیکی کی سعادت حاصل کرتا ہے۔ تو دوسرا خدمت سے محرومی کے باعث بے چین ہوتا ہے۔ (روایات حضرت منشی ظفر احمد صاحب صفحہ ۵۷۔۵۸)

ایک نصیحت ــــ سلسلہ احمدیہ کیلئے شعر کہہ لیا کرو

حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر بیان فرماتے ہیں:

"والد صاحب نے حضرت مسیح موعود ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کی خدمت میں باریاب ہونے کے بعد شعر گوئی کو ترک کر دیا۔ خاکسار کی بہت چھوٹی عمر تھی اور مَیں ساتویں جماعت میں پڑھتا تھا کہ مَیں نے تک بندی کے طور پر ایک غزل لکھی اور جیسا کہ بچوں کا شوق ہوتا ہے والد صاحب کے ایک دوست کو سُنائی اُس دوست نے والد صاحب کے پاس شکایت کے رنگ میں بات پہنچائی کہ اس لڑکے کو شعر کہنے سے باز رکھا جائے۔ اس وقت والد صاحب نے مجھے کچھ نہیں کہا لیکن کچھ عرصہ بعد چلتے چلتے ایک دن متبسّم ہو کر میرے چہرے پر نظر ڈالی اور فرمایا تم شعر کہا کرتے ہو؟ مَیں نے شرم سے آنکھیں نیچی کر لیں۔ پھر خود ہی فرمانے لگے کہ ہم تو اسے یعنی شعر گوئی کو لغو کام سمجھ کر چھوڑ چکے ہیں۔ تمہیں اگر شوق ہو تو سلسلہ احمدیہ کی خدمت کے لئے شعر کہہ لیا کرو۔ یہ بات میرے دل میں گھر کر گئی اور مَیں نے بعد میں جب اردو اور فارسی میں شعر کہنے شروع کئے تو والد صاحب کی یہ نصیحت ہر شعر کہتے وقت میرے سامنے شحنہ راہ اور مشعل ہدایت تھی۔ مَیں مشاعروں میں بھی شریک ہوا۔ اور طرحی اور غیر طرحی نظمیں لکھیں مگر مروجہ رنگ تغزّل سے بفضلِ خدا ہمیشہ مجتنب رہا اور سلسلہ حقّہ کی تائید میں لکھنے کی توفیق اس نصیحت کی بدولت ملی۔"

(روایات حضرت منشی ظفر احمد صاحب صفحہ ۹)

حضرت منشی عبدالرحمٰن صاحب کی امانت و دیانت

حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر بیان کرتے ہیں۔

"منشی صاحب (عبدالرحمٰن صاحب) نے پچپن سال ملازمت کی اس زمانے میں افسر اعلیٰ کی مرضی پر موقوف ہوتا تھا، کہ حق پنشن کے بعد بھی مناسب اور قابل شخص کو ملازمت میں توسیع دیتا ہے۔ منشی صاحب ایک طویل عرصہ تک ناظر محکمہ جنگی رہے لاکھوں روپے کا حساب کتاب تھا۔ کئی کمانڈر انچیف آئے اور گئے۔ سب منشی صاحب کی دریافت اور خدمت گذاری کے قدردان تھے۔ ۵۵ سال کے بعد منشی صاحب سبکدوش ہوئے تو حساب میں کوئی بقایا آپ کے ذمّہ نہ تھا، حالانکہ نظارت کا عہدہ حسابات کے لحاظ سے بڑا مشکل اور پیچیدہ معاملہ ہے۔ کم کوئی ایسے شخص ہوں گے جو حسابات کی الجھنوں سے پاک نکلیں لیکن منشی صاحب کا رویہ ایسا تھا کہ

بگیر درسِ تعلق دِلا ز مرغابی
بُوَد در آب چو برخاست خشک پَر برخاست

(یعنی اس مرغابی سے دل کو سبق دیجئے جو پانی میں تھی مگر جب الگ ہوئی تو خشک پروں سے اٹھی) آپ مزید دو واقعات بیان فرماتے ہیں۔

۱۔ ”پنشن پانے کے بعد منشی صاحب نے اپنی ملازمت کا پھر محاسبہ کیا اور یہ محسوس کیا کہ وہ سرکاری سٹیشنری میں سے غریب طلباء یا بعض احباب کو وقتاً فوقتاً کوئی کاغذ قلم دوات یا پنسل دیتے رہے ہیں۔ بات یہ تھی کہ محلے کے طلباء بچے یا دوست احباب منشی صاحب سے کوئی چیز مانگ لیتے تھے اور لحاظ کے طور پر منشی صاحب دے دیتے تھے۔ یہ ایک بہت ہی ناقابلِ ذکر شے ہوتی تھی اور کئی سالوں میں بھی پانچ سات روپے سے زیادہ قیمت نہ رکھتی ہوگی۔ لیکن منشی صاحب نے محسوس کیا۔ کہ انہیں ایسا کرنے کا دراصل حق نہیں تھا۔ پس آپ نے کپورتھلہ کے وزیراعظم کو لکھا کہ میں نے اس طریق پر بعض دفعہ سٹیشنری صرف کی ہے۔ آپ صدر ریاست ہونے کی وجہ سے مجھے معاف کر دیں۔ تاکہ میں خدا تعالیٰ کے رُدبرُو جوابدہی سے بچ جاؤں۔“

۲۔ ”منشی صاحب بوڑھے ہوگئے۔ روزنامچہ لکھنے کی عادت تھی آپ نے یہ دیکھنا چاہا کہ میرے ذمہ کسی کا قرضہ تو نہیں ہے۔ روزنامچے کی پڑتال کرتے ہوئے کوئی چالیس۴۰ سال قبل کا ایک واقعہ درج تھا۔ یعنی منشی صاحب نے ایک غیر احمدی سے مل کر ایک معمولی سی تجارت کی تھی اس کے نفع میں سے بروئے حساب ۴۰ روپے کے قریب منشی صاحب کے ذمہ نکلتے تھے۔ آپ نے یہ رقم حقدار کے نام بذریعہ منی آرڈر بھجوادی تا رسید بھی حاصل ہو جائے۔ وہ شخص کپورتھلہ کا رہنے والا تھا اور عجب خان اس کا نام تھا۔ منی آرڈر وصول ہونے کے بعد وہ اپنی مسجد میں گیا اور لوگوں سے کہا کہ تم احمدیوں کو بُرا تو کہتے ہو۔ لیکن یہ نمونہ بھی تو کہیں دکھاؤ۔ چالیس۴۰ سال کا واقعہ ہے اور خود مجھے بھی یاد نہیں کہ میری کوئی رقم منشی صاحب کے ذمہ نکلتی ہے۔“ (روایات حضرت منشی ظفر احمد صاحب صفحہ ۱۴-۱۵)

غرض منشی صاحب کا یہ عمل مصداق ہے ”حاسبوا قبل اَن تحاسبوا“ کا۔

منشی صاحب صوم و صلوٰۃ اور تہجّد کے ہمیشہ سے پابند تھے۔ بڑھاپے میں بھی یہی معمول رہا۔ پنجوقتہ نماز باجماعت..... پڑھتے تھے اور ہم نے انہیں کبھی کوئی ناغہ نماز با جماعت میں نہیں کرتے دیکھا۔ یادِ خدا ان کے چہرے سے عیاں تھی۔ سادگی اور خاکساری ان کا طبعی وصف تھا..... ان کے ایک ہی خلف الرشید منشی عبدالسمیع صاحب ہیں اور اپنے والد صاحب کے رنگ میں رنگین۔ وہی زہد و تعبد اور فقر و غنا اور سوز و گداز ان میں بھی ہے۔

مجالس انصار اللہ کے بجٹ کی وصولی کا جائزہ

سو فیصد بجٹ ادا کرنے والی مجالس

مندرجہ ذیل مجالس نے ۳۱۔ دسمبر ۱۹۹۳ء تک اپنی اپنی مجالس کے بجٹ سو فیصد ادا کر دیئے تھے۔ ان کی فہرست حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ خدمت میں بغرض دعا ارسال کی گئی تھی۔ آپ نے دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان مجالس کے عہدیداران اور اراکین کے لئے مبارک فرمائے۔ آمین

مندرجہ ذیل اضلاع کی تمام مجالس کے بجٹ سو فیصد ادا شدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان اضلاع کے ناظمین اور دیگر عہدیداران کو اپنے فضلوں سے نوازے۔ آمین

لاہور، کراچی، مظفر گڑھ، سرگودھا، لاڑکانہ، کوٹلی آزاد کشمیر، میرپور آزاد کشمیر، مظفر آباد آزاد کشمیر، کوئٹہ، ربوہ، اسلام آباد اور راولپنڈی، وہاڑی۔

(قائد مال مجلس انصار اللہ۔ ربوہ)

۳۰۔ نومبر تک سو فیصد بجٹ ادا کرنے والی مجالس کی ضلع وار فہرست

- ضلع : جھنگ - مرکزی ایریا : ربوہ

پیرو، پکّا نسوآنہ، جھنگ صدر۔ جل بھٹیاں، چنیوٹ، احمد آباد سانگرہ، عنایت پور بھٹیاں، کوٹ قاضی، کوٹ بہادر، ڈاور

- فیصل آباد : دار الفضل، دار الذکر، فضل عمر، دار النور، دار الحمد، کریم نگر، جڑانوالہ، چک ۲۶ ج ب خورد، ۲۷ ج ب کلاں، ۳۰ ج ب فین پور، ۴۰ گ ب، ۴۷ رب، ۵۲ گ ب، ۵۵ گ ب، ۵۵ رب برج، ۶۰ رب گیم سنگھ والا، ۶۱ رب بیدیاں والہ، ۶۶ ج ب دھاندرہ، ۶۷ رب مالی، ۶۸ ج ب لیلاں، ۶۹ رب گھسیٹ پورہ، ۷۲ گ ب، ۷۶ گ ب، ۷۷ رب لوہکے دیوی، ۸۴ ج ب سرشمیر روڈ، ۸۴ گ ب، ۸۸ ج ب، ۶۹ ج ب رتن، ۹۶ گ ب صریح، ۱۰۰ رب رڑکا، ۱۰۷ رب شرقی، ۱۰۷ رب غربی، ۱۰۹ رب مسعود آباد، ۱۰۹ گ ب نرائن گڑھ، ۱۲۱ ج ب گوکھووال، ۱۲۶ رب پہاڑنگ، ۱۲۷ رب بہلولپور، ۱۳۲ رب ساہو والا، ۱۳۴ گ ب جوگند سنگھ والا،

۱۳۷ اگ ب ، ۱۳۹ رب گھمی ، ۱۴۶ رب کھیوا ، ۱۴۷ رب چوہڑی ، ۱۹۵ رب جنڈانوالہ ، ۲۰۳ رب ، ۲۰۹ گ ب لودھی ننگل ، ۱۹۴/رب لاٹھیانوالہ ، ۲۱۹ رب گنڈا سنگھ والا ، ۲۳۰ رب ، ۲۳۰ رب رام پور ، ۲۳۲ رب باوے والا ، ۲۶۱/رب ادھووالی ، ۲۶۶ رب کھرڑیانوالہ ، ۲۷۵ رب کرتار پورہ ، ۲۷۶ رب گوکھووال ، ۱۷۴ گ ب ، ۵۲۸ گ ب مانو پور ، ۵۵۹ گ ب احمد آباد ، ۵۶۳ گ ب ، ۵۶۵ گ ب ، ۶۴۸ گ ب ، ۶۴۶ گ ب ٹھٹھہ کالو ، چک جھمرہ ، سمندری ، ۶۸۴ گ ب ، ۷۷ گ ب ، ۴۵ گ ب ، ۵۶ رب سرہالی ، جھامرہ ، ۱۰۸/رب چوہدری والا ، ۳۸۸/گ ب ، ۲۰۸/گ ب ، ۱۰۱/رب بکوآنہ ، ۱۰۴/گ ب سمیرا ، ۱۰۹/رب اوڈہ ، ۲۵/گ ب ، ۲۷۶/گ ب شہرکا ، ۷۷/گ ب ، ۳۶/گ ب ۲۰۳/گ ب۔

- ٹوبہ ٹیک سنگھ :۔ چک ۵۸/۳ ٹکڑا ۱ ، ۲۸۱ ج ب دواکھڑی ، ۲۹۶ گ ب مصطفےٰ آباد ، ۲۹۷ ج ب ، ۳۰۰ ج ب ۳۱۲ ج ب کتھووالی ، ۴۳۳ ج ب دھیروکے ، ۵۱۹ گ ب ، کمالیہ /۱۴۷ گ ب ، ۳۱۶ ج ب تلونڈی ، ۳۴۲ گ ب چوہڑوالا ، ۳۵۴/ج ب قادر آباد ، ٹوبہ ٹیک سنگھ شہر ، ۳۱۴ بہریار۔
- خوشاب :۔ خوشاب شہر ، جوئیہ گوٹھ احمدیہ ، پیلو وینس ، جوہر آباد ، ۳۹ ڈی بی ، کھائی کلاں ، عمر آباد مجوکہ ، قائد آباد ، ۴۷ ایم بی ، ڈیرہ احمد الدین کھبہ ، ۸ ایم بی۔
- میانوالی / بھکر :۔ میانوالی شہر ، مکھڈوال ، بھکر شہر ، حیدر آباد تھل ، ۷۰ ایم ایل۔
- سرگودھا :۔ سرگودھا شہر ، بھیرہ ، بھابڑہ ، تخت ہزارہ ، ٹھٹھہ جوئیہ ، چک ۹/م پنیاں ۳۲ جنوبی ، ۳۳ جنوبی ، ۹۸ شمالی ، ۹۹ شمالی ، ۳۵ جنوبی ، ۳۵ شمالی ، ۳۸ جنوبی ، ۴۰ جنوبی ، ۴۱ جنوبی ، ۴۳ جنوبی ، ۴۶ شمالی ۶۴ جنوبی ، ۷۱ جنوبی ، ۷۸ جنوبی ، ۷۹ شمالی ، ۸۱ جنوبی ، ۸۲ جنوبی ، ۸۶ جنوبی ، ۸۶ شمالی ، ۸۷ شمالی ، ۸۸ شمالی ، ۹۷ جنوبی ، ۱۰۴ جنوبی ، ۱۱۶ جنوبی ، ۱۳۰ شمالی ، ۱۵۲ شمالی ، ۱۶۸/۱۷۱ منگلا ۱۷۲ ، ۱۷۰/۱ سوبھاگہ ، چاہ سردار والا ، سلانوالی ، رکھ چراگاہ ، شاہ پور صدر ، کوٹ مومن ، گھوگھیاٹ ، میانی ، ہجکہ ، ہلال پور ، نہنگ ، حویلی مجوکہ ، نصیر پور خورد ، ککڑانی ، ۷۴ ادرحمہ ، بھلوال ، چک ۳۷/م بنولی ، چک ۴۹/م جنوبی ، ۱۰۱ جنوبی ، چھنی تاجہ ریحان ، دودہ ساہیوال ، دھول بالا شاہ۔
- سیالکوٹ :۔ ادرا ، اسلام نگر ، مانگا ، بن باجوہ ، بھاڈیوالہ ، بھاگووال ، بھڈال ، بگھو بھٹی ، بھردکے کلاں ، پیرد چک ، پنڈی بھاگو ، پسرور ، پہاڑنگ اوچہ ، پکی کوٹلی ، ترسکہ سیان ، ٹھروہ ، جاکے چیمہ ، جاکے ڈھینڈسے ، جنڈو ساہی ، چوہڑ منڈہ ، چونڈہ ، چانگریاں ، منڈیکی گورائیہ ، دولت پور ، داتا زیدکا ، ڈسکہ کوٹ ، ڈسکہ کلاں ، ڈنڈپور کھردلیاں ، ڈگری گھمن ، ڈیپی ، سلیم پور ، سمبڑیال ، صابو بھڈیار ، عزیز پور ڈگری ، قلعہ کالر والا ، کھریپ ، کوٹلی ہرنرائن ، کالیکے ناگرے ، کلاسوالہ ، کوٹ آغا ، کوٹ کوڑا ، کوٹ گوندل ، گوجرہ ، کنڈن سیان ، گوہد پور ، گھٹیالیاں خورد ، گھٹیالیاں کلاں ، گوئندکے ، منڈیکی بیریاں ، موسے والا ، ملہیانوالہ ، مالوکے بھلی ، مہدی پور ، میانوالی سندھواں ، معراجکے ،

نشتر آباد، ندیم آباد، دسّن کے، سوہے چک، بھلور، رائے پور، اگوکی، بھڑتھانوالہ، اونچہ جبہ، کھیوا باجوہ، کوٹ کرم بخش، سیالکوٹ شہر، بتّے گکھانوالی، رلیو کے، کوٹ سردار خاں۔ بڈھا گورائیہ۔

- نارووال:۔ نارووال شہر، بھوڈی ملہیّاں، بستان افغاناں، پمپ احمد آباد، چندر کے منگولے، فتو کے، ڈیریانوالہ ننگل رندھیر، بھنگالہ، عہدی پور، عینووالی، غوطہ فتح گڑھ، کنجروڑ، کوٹ نیناں، کھوکھروالی، گدیاں / کوٹ ہڈا، لدھڑ کرم سنگھ، مراڑہ، ظفروال، سدووالا پنوان، چاندو کے، سکھریاں، ساہووال، ملہو کے۔
- گوجرانوالہ / حافظ آباد:۔ گوجرانوالہ شرقی گوجرانوالہ غربی، احسن آباد، بھڑی شاہ رحمان، بھاکا بھٹیّاں، پیر کوٹ، پھلوکی، تمہ گرڑی، کاموںکی، تتلے عالی، تلونڈی راہوالی، کوٹ امیر خان، چک پٹھان، چک چٹھہ، حافظ آباد، دلاور چیمہ، ڈاہرانوالی، سلہو کے، سادھو کے، علی پور چٹھّہ، فیروزوالا، کوٹ شیرا، کوٹ مرزا جان، لویری والا، نوکھر، مانگٹ اونچے، منڈیالہ وڑائچ، مونلکے چٹھہ، منڈی سکھیکی، نوشہرہ ورکاں، وزیر آباد، کھوجیانوالہ، جامکے چٹھّہ، محمّو چک، کڑیالہ، موہن پور ڈوگراں، قلعہ سنگھیاں، تیام پور ورکاں، چیانوالی، تلونڈی موسے خاں۔
- گجرات / منڈی بہاؤالدین:۔ گجرات شہر، بنگلہ نمبر ۱۸ اسلام آباد، بزرگوال، بار موسئے، بہل پور، پٹیالہ ساہیاں، پڑانوالہ، تہال، جلال پور جٹاّں، چک سکندر، دھوریہ، دھیر کے کلاں، ڈنگہ، رجوعہ، سعد اللہ پور، سرائے عالمگیر، سدوکے، سوک کلاں، شادیوال، عالم گڑھ، فتح پور، کلانوالہ، کڑیانوالہ، کنجاہ، کھوکھر غربی، کھاریاں، گڑھا جٹاّں، منڈی بہاؤالدین شوگر ملز، مونگ، ملک پور مرزا، معین الدین پور، مکیانہ، نصیرہ، چوہا مل، ڈھو، گوٹریالہ، دھاریوال، بلانی / تیدڑ عزیز چک $\frac{28}{7}$، بھلیسر، منڈی بہاؤالدین شہر، گولیکی، شیخ پور۔
- لاہور:۔ اسلامیہ پارک، بھاٹی گیٹ، سمن آباد، دارالذکر، دہلی گیٹ، معیپورہ، بیت التوحید، آصل گرد کے، باٹا پور، بھماں، پدری، جاہمن، رائے ونڈ، رکھ شیخ کوٹ، لدھیکے نیویں، نانوں ڈوگر، ہانڈو گوجر، ہڈیارہ، کینال برگ، بیت النور ماڈل ٹاؤن شپ، شاہدرہ۔
- قصور:۔ پتّوکی، جوڑہ، شمس آباد، مصطفےٰ آباد، بکن کے، شاہ تاج ٹیکسٹائل ملز، علی پور چک $\frac{6}{11}$، تارا گڑھ، بھلیسر، چونیاں، $\frac{64}{7}$ دھوپ سڑی۔
- شیخوپورہ:۔ برج اٹاری، پٹیالہ دوست محمد، جھیراں بکھی آنہ، فاروق آباد، چک $\frac{4}{ج ب}$ بھگوان پورہ، $\frac{4}{رب}$ ساہووالہ، ۵ رتّی، $\frac{7}{گ ب}$، $\frac{9}{رب}$ متایہ، ۱۶ جید، ۱۸ ہوڑد، ۲۹ دہڑ، ۴۵ مرڑ، ۱۱۷ چھور مغلیاں، ۱۲۰ چیلیکی، ۱۲۳ اسرانوالی بھلیسر، ۱۶۹ گرمولا، سیدوالہ، سانگلاہل، شیرد کے، شوکت آباد، غازی اندرون، گھڑیال کلاں، منڈی مریدکے، مانانوالہ، نارنگ منڈی، واربرٹن، جیون گورائیہ، شاہ مسکین، خانقاہ ڈوگراں، ننکانہ، کیلے، ڈیرہ داد پوترے، کوٹ عبدالمالک، چک $\frac{46}{7}$ چٹھہ، $\frac{10}{63}$ خورد، شرقپور شریف، گھگلی جنڈ، دھیر ورک۔

- اوکاڑہ :- اوکاڑہ شہر، اوکاڑہ کینٹ، بصیرپور، میرک، 1/SP، صدر گوگیرہ، حویلی لکھا،
- ملتان :- چک ۱۰/۱ ہانس، جمال والا کھاکھی، چاہ گھنے والا، چاہ احمد یانوالہ، کوٹھے والا۔
- لودھراں :- چک نمبر ۳۹۰/W.B، چک نمبر ۳۴۴-۳۵۹/W.B، چاہ بی بی والا۔
- خانیوال :- خانیوال شہر، باگڑ سرگانہ، جہانیاں، سرائے سدھو، حسن پور، ۱۷۰/۱۲-۱۰، کبیر والا۔
- وہاڑی :- وہاڑی شہر، چک ۱۹/W.B، ۱۹۰/E.B، ۲۱۶/E.B، ۲۸۵/E.B، ۳۶۳/E.B، ۳۷۳/E.B، ۴۹۱-۴۹۳/E.B، ۵۴۳/E.B، ۵۴۹/E.B، گگو منڈی، منڈی بوریوالہ، دوکوٹہ، ۲۳/W.B، ۱۶۳/EB، ۴۷۵/EB۔
- ساہیوال/پاکپتن :- پاکپتن، چک ۳۹/۱۲-L، ۶/۱۱-L، ۲۲/EB، ۲۹/۱۱-L - ۵۵/۱۲-L، ۹۰/۱۲-L، ۱۲۸/۹-L، ۱۳۷/۹-L، رنگ شاہ، کسووال، ۳۰/۱۱-L، ۱۳/۱۴-L، ۸۲/D، ۶۲/۴-R، قبولہ، ۱۸۲/۹-R۔
- ڈیرہ غازیخان :- ڈیرہ غازیخان، بستی شرق دین، بستی رنداں، بستی سہرالی، بستی احمد پور، بشیر آباد، تونسہ شریف، رکھ مور جھنگی، محمود آباد۔
- راجن پور :- راجن پور شہر، السہ آباد، داجل۔
- مظفر گڑھ :- مظفر گڑھ شہر، بیٹ دریائی، جتوئی شہر، چک R-۳۱۴، ۱۵۱/ML، ۵۱۸/TDA، ۶۳۳ ٹی ڈی اے، ۶۱۶/TDA، چوک سرور شہید، حسین آباد، شہر سلطان، کوٹ ادو، علی پور، ناصر آباد، یارو والا، ۱۴۔
- لیہ :- بیرون شیر گڑھ، ۱۰۶-ایم ایل، ۱۵۴ ٹی ڈی اے، ۱۷۱ ٹی ڈی اے، ۱۷۲ ٹی ڈی اے، ۲۷۹ ٹی ڈی اے، ۳۴۷ ٹی ڈی اے، ۳۶۸ ٹی ڈی اے، ۳۷۵ ٹی ڈی اے، ۳۸۱ ٹی ڈی اے، ۲۷-۴۲۶ ٹی ڈی اے، ۳۴۷ الف ٹی ڈی اے۔
- بہاولپور :- اوچ شریف، احمد پور شرقیہ، چک ۲۳/DNB، ۸۴/A.F، ۸۹/DB شمالی، ۱۹۲ مراد، سمہ سٹہ، ۲۲ حمید آباد، حاصل پور، بہاولپور شہر۔
- بہاولنگر :- چک ۱۲/۱-R، ۵۶/۴-R، ۹۳ فتح، ۱۰۲/۶-R، ۱۰۳/۶-R، ۱۱۱/۶-R، ۱۴۱ مراد، ۱۶۶/۷-R، ۱۸۴/۷-R، ۱۶۹/۷-R، ۲۰۱ مراد، ۲۰۶ مراد، ۲۱۴/۹-R، ۲۲۳/۹-R، ۲۴۱/H-L، ۲۷۸/H-R، ڈیرہ باجوہ، ۳۳۶/H-R، ۴۲۶/۶-R، ہارون آباد، فورٹ عباس، بہاولنگر شہر، ۱۰۲ فتح، ۹۳/۶-R، ۲۱۳/۹-R۔
- رحیم یارخاں :- بستی کندھارا سنگھ، ۴۵/P، ۶۵/P، ۷۸/۶-R عباسیہ، ۱۰۶/P، ۱۴۴/H.P گاگمڑی، خانپور، لیاقت پور، منڈی صادق آباد، ۱۲۰/P، ۱۳۳/P۔
- اسلام آباد شرقی، اسلام آباد غربی، اسلام شمالی، ریلوے کیرج فیکٹری، پنڈ بیگوال، نیشنل ہیلتھ کالونی، اسلام آباد جنوبی۔

- راولپنڈی :۔ ٹیکسلا، چونترہ، فاروقیہ، کہوٹہ، گوجر خاں، مندروال، محمودہ، راولپنڈی شہر، راولپنڈی صدر، واہ کینٹ چنگا بنگیال، چہان۔
- جہلم :۔ پنڈ دادن خاں، پاکستان چپ بورڈ فیکٹری، ڈنڈوت، کالا گجراں، محمود آباد، تنیال، منگلہ کینٹ۔
- چکوال :۔ چکوال شہر، بھون، بوچھال کلاں، دوالمیال، دھرکنہ، بچنند، رتوچھہ۔
- اٹک :۔ اٹک شہر، کسراں، کوٹ فتح خاں، پنڈی گھیپ، پیرانہ۔
- پشاور/نوشہرہ :۔ اچینی پایاں، پتی، رسالپور، نوشہرہ کینٹ، شیخ محمدی، پشاور شہر۔
- ہزارہ ڈویژن :۔ ایبٹ آباد، داتہ، مانسہرہ، ہری پور، حویلیاں۔
- بقیہ سرحد :۔ پاڑہ چنار، مردان، ڈیرہ اسمٰعیل خاں، منگورہ۔
- میرپور آزاد کشمیر :۔ میرپور شہر، بغمیر، کھرڈنہ، میرابھڑکا، دتیال نگیال۔
- کوٹلی آزاد کشمیر :۔ آرام باڑی، بھابھڑہ، چرناڑی، دولیاہ جٹاں، ندیری، سہنی، بڑالی، گوئی، اگھار کالونی، کوٹلی شہر۔
- مظفر آباد :۔ مظفر آباد شہر، چکار۔
- کوئٹہ بلوچستان :۔ کوئٹہ شہر، سریاب، سردار بہادر خاں سینی ٹوریم۔
- کراچی :۔ النور، مارٹن روڈ، ڈرگ روڈ، ناظم آباد، عزیز آباد، کورنگی، کلفٹن، گلشنِ اقبال، ماڈل کالونی، صدر، اورنگی ٹاؤن، سوسائٹی، گلشنِ جدید۔
- حیدر آباد :۔ حیدر آباد شہر، بشیر آباد، ٹنڈو محمد خان، ٹنڈو جام، گوٹھ گوندل، نواں کوٹ احمدیاں، وسیم آباد، ٹنڈو الہ یار، گوندل فارم۔
- بدین :۔ ٹنڈو غلام علی، چک نمبر ۵ احمد آباد، کوٹ احمدیاں، PAF چک کھوسکی۔
- نواب شاہ :۔ باندھی، ددڑ، سکرنڈ، قاضی احمد، کمال ڈیرو، مورو، کوٹ میر حسن ڈاہری، گوٹھ شیر محمد، گوٹھ مومن، گوٹھ محمود احمد جٹ۔
- لاڑکانہ :۔ لاڑکانہ شہر، گوٹھ جام خاں چانڈیو، مسن باڈہ، نصیر آباد، پنوں ہارو، قمبر، انور آباد، گورگیج، کھنڈو۔
- میرپور خاص/تھرپارکر :۔ ۲۷۰-A کاچیلو، صادق پور، کنری، کریم نگر، گوٹھ احمدیہ، گوٹھ علم دین، محمد آباد، محمود آباد، مصطفیٰ آباد، لطیف نگر، نصرت آباد، نور نگر، ناصر آباد، نفیس نگر، عمر کوٹ، احمد نگر، منٹھی، اسماعیل آباد، گوٹھ عبداللطیف، بشیر نگر، منور آباد۔

امتحان اور آزمائش کا ہونا نہایت ضروری ہے

کوئی شخص اس کے بغیر دین دار نہیں بن سکتا

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"روحانی فائدہ بھی انہی کو پہنچتا ہے جو آپ کوشش کرتے ہیں۔ دیکھو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اعلیٰ اور افضل تھے مگر انہوں نے بھی دین کی خاطر کیسے کیسے مصائب اٹھائے۔ دین بھی تو مرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ چاہتا تو ایسا نہ کرتا۔ مگر اس نے دنیا کے لئے بھی یہی قانون رکھا ہے کہ محنت سے سب کچھ ہوتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کا فضل بھی ہو اور محنت بھی ہو تو انسان منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے۔ دنیا کے کاموں کیلئے انسان کیسے کیسے دُکھ اٹھاتا ہے اور کیسی کیسی تکلیفیں برداشت کرتا ہے تب جاکر کچھ حاصل ہوتا ہے۔ تو کیا دین کیلئے کچھ بھی محنت اور سعی نہیں کرنی چاہیئے؟ اگر تھوڑا سا مقدمہ آجاوے تو پھر اس کے واسطے کہاں کہاں سے سفارش لاتا ہے اور کس قدر خرچ کرتا ہے اور کتنی کوشش کرتا ہے۔ اور اگر باوجود اتنی کوشش کے وہ مقدمہ خارج ہو جاتا ہے تو پھر اپیل کرتا ہے۔ بلکہ اگر وہ بھی خارج ہو جاتی ہے تو پھر کیسی کیسی مصیبتیں برداشت کر کے اپیل در اپیل کرتا اور کیا کیا کر گذرتا ہے۔ تو کیا دین کو ہی ایسا سمجھنا چاہیئے کہ وہ محض پھونک مارنے اور کسی ورد وظیفہ کے کرنے سے حاصل ہو جائے گا اور یونہی آرام طلبی سے گذارنے پر اس میں کامیابی حاصل ہو جائے گی؟ خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ کیا یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ صرف زبانی قیل و قال پر ہی ان کو چھوڑ دیا جائے گا اور صرف اتنا کہنے سے ہی کہ ہم ایمان لے آئے دین دار سمجھے جائیں گے اور ان کا امتحان نہ ہوگا؟ بلکہ امتحان اور آزمائش کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ سب انبیاء کا اس پر اتفاق ہے کہ ترقی مدارج کے لئے آزمائش ضروری ہے، اور جب تک کوئی شخص آزمائش اور امتحان کی منازل طے نہیں کرتا دین دار نہیں بن سکتا۔"

(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۴۴۲-۴۴۳)